2
ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۱۰ر جولائی ۱۹۵۹ء
Siraj-ul-Haq Siddiqi
یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور
ہدیہ چار آنے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

دوسری رکعت کی قراۃ کا بیان

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِیَةِ اِسْتَفْتَحَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَلَمْ یَسْكُتْ هٰكَذَا فِیْ صَحِیْحِ مُسْلِمٍ وَذَكَرَ الْحُمَیْدِیُّ فِیْ اَفْرَادِهٖ وَكَذَا صَاحِبُ الْجَامِعِ عَنْ مُسْلِمٍ وَحْدَهٗ

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دوسری رکعت پڑھ کر اُٹھتے تو شروع کرتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اور خاموش نہ رہتے۔

امام جب قرأت کرے تو تم خاموش رہو

عَنْ اَبِیْ مُوْسَى الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّیْتُمْ فَاَقِیْمُوْا صُفُوْفَكُمْ ثُمَّ لْیَؤُمَّكُمْ اَحَدُكُمْ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَالَ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ فَقُوْلُوْا اٰمِیْنَ یُجِبْكُمُ اللّٰهُ فَاِذَا كَبَّرَ وَرَكَعَ فَكَبِّرُوْا وَارْكَعُوْا فَاِنَّ الْاِمَامَ یَرْكَعُ قَبْلَكُمْ وَیَرْفَعُ قَبْلَكُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَتِلْكَ بِتِلْكَ. قَالَ وَاِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ یَسْمَعُ اللّٰهُ لَكُمْ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَهٗ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَقَتَادَةَ وَاِذَا قَرَأَ فَاَنْصِتُوْا۔

ترجمہ۔ ابو موسےٰ اشعریؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم نماز پڑھو (جماعت سے) تو اپنی صفوں کو سیدھا کرو۔ پھر تم میں سے ایک شخص تمہارا امام ہو اور جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم بھی اللہ اکبر کہو اور جب امام غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو۔ تمہاری دعا خدا قبول کرے گا۔ پھر جب وہ اللہ اکبر کہے اور رکوع کرے تو تم بھی اللہ اکبر کہو اور رکوع کرو اور امام تم سے پہلے رکوع کرتا ہے اور تم سے پہلے سر اٹھاتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ امام کا پہلے سر اٹھانا بدلہ ہے پہلے رکوع کرنے کا اور جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللھم ربنا لک الحمد کہو۔ اللہ تمہاری تعریف سنتا ہے (مسلم) اور مسلم کی ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جب امام قرات کرے تو تم خاموش رہو۔

قرأت کا بیان

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ فِی الظُّهْرِ فِی الْاُوْلَیَیْنِ بِاُمِّ الْكِتَابِ وَسُوْرَتَیْنِ وَفِی الرَّكْعَتَیْنِ الْاُخْرَیَیْنِ بِاُمِّ الْكِتَابِ وَیُسْمِعُنَا الْاٰیَةَ اَحْیَانًا وَیُطَوِّلُ فِی الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى مَا لَا یُطِیْلُ فِی الرَّكْعَةِ الثَّانِیَةِ وَهٰكَذَا فِی الْعَصْرِ وَهٰكَذَا فِی الصُّبْحِ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ ابو قتادہؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے تھے۔ یعنی ہر رکعت میں الحمد اور ایک سورۃ اور آخری دو رکعتوں میں صرف الحمد پڑھتے اور کبھی کوئی آیت بھی ہم کو سناتے۔ اور پہلی دو رکعتوں کو دوسری دو رکعتوں سے زیادہ طویل کرتے اور اسی طرح سے عصر اور صبح کی نماز میں کرتے تھے۔

فجر کی قرات کا بیان

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ فِی الْفَجْرِ بِقٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِیْدِ وَنَحْوِهَا وَكَانَتْ صَلٰوتُهٗ بَعْدُ تَخْفِیْفًا (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں۔ کہ فجر کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ق والقرآن المجید اور اسی کے مثل پڑھا کرتے تھے اور اس کے بعد کی نمازوں میں اس سے کم پڑھتے۔

صبح کی نماز کی قراۃ کا بیان

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِیْ رَكْعَتَیِ الْفَجْرِ قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (رواہ مسلم)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کی دونوں رکعتوں میں قل یاایھا الکافرون اور قل ھو اللہ پڑھتے تھے۔

نماز مناجات ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَالْبَیَاضِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُصَلِّیْ یُنَاجِیْ رَبَّهٗ فَلْیَنْظُرْ مَا یُنَاجِیْهِ بِهٖ وَلَا یَجْهَرْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَعْضٍ بِالْقُرْاٰنِ (رواہ احمد)

ترجمہ ابن عمرؓ اور بیاضیؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نماز پڑھنے والا خداوند تعالےٰ سے مناجات (سرگوشی) کرتا ہے۔ پس چاہیئے کہ جو مناجات وہ کرتا ہے اس میں غور کرے اور نہ بلند آواز سے پڑھے ایک دوسرے پر کوئی قرآن کو۔

قرأت کا بیان

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ مَا مِنَ الْمُفَصَّلِ سُوْرَةٌ صَغِیْرَةٌ وَلَا كَبِیْرَةٌ اِلَّا قَدْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَؤُمُّ بِهَا النَّاسَ فِی الصَّلٰوةِ الْمَكْتُوْبَةِ (رواہ مالک)

ترجمہ۔ عمرو بن شعیبؓ اپنے والد سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ مفصل سورتوں میں سے کوئی چھوٹی بڑی سورۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض نماز میں نہیں چھوڑی کہ اس کو میں نے آپ سے نہ سنا ہو۔

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۵ | جمعۃ المبارک مؤرخہ ۲ محرم الحرام ۱۳۷۹ھ مطابق ۱۰ جولائی ۱۹۵۹ء | نمبر ۹

پاکستان کا نیا دارالخلافہ

تقسیم کے بعد کراچی کو بلا سوچے سمجھے پاکستان کا دارالخلافہ بنا دیا گیا تھا حالانکہ کراچی کسی لحاظ سے بھی پاکستان کا دارالخلافہ بننے کے قابل نہ تھا۔ نہ کراچی کی آب و ہوا اچھی ہے نہ اس کا محل وقوع دارالخلافہ کے لئے موزوں ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اطمینان نصیب ہونے کے بعد پہلا کام یہ کیا جاتا کہ دارالخلافہ کے لئے اندرون ملک کسی دوسری موزوں جگہ کا انتخاب کیا جاتا۔ اور دارالخلافہ کی تعمیر کا کام شروع کر دیا جاتا۔ لیکن افسوس صد افسوس پہلی حکومتوں میں سے کسی نے بھی اس طرف توجہ نہ دی۔ اللہ تعالےٰ نے یہ سعادت بھی نئی حکومت کی تقدیر میں لکھ رکھی تھی۔ اس لئے اس نے جلد ہی کراچی سے دارالخلافہ تبدیل کرنے کے لئے ایک کمیشن کے تقرر کا اعلان کر دیا۔ جب اس کمیشن نے اپنی سفارشات حکومت کو پیش کیں تو حکومت نے فوراً ان کو منظور کرکے راولپنڈی کے قریب نیا دارالخلافہ تعمیر کرنے کا فیصلہ صادر کر دیا۔

ہم اپنی موجودہ حکومت کو اس فیصلہ پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اس موقعہ پر ہمارے ذہن میں ایک خلش سی پیدا ہو رہی ہے۔ جس کو حکومت کے سامنے پیش کرنا ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ راولپنڈی پاکستان کی بری افواج کا صدر مقام ہے۔ شاید پاکستان کے لئے دارالخلافہ کا اس سے اتنا قریب ہونا دفاع کے نکتۂ نگاہ سے مناسب نہ ہو۔ صدر محترم پاکستان کی افواج کے کمانڈر انچیف رہ چکے ہیں۔ غالباً انہوں نے کمیشن کی سفارشات پر فیصلہ صادر کرتے ہوئے اس نکتہ پر بھی ضرور غور کیا ہوگا۔

حکومت نے نئے دارالخلافہ کے نام کے متعلق بھی تجاویز طلب کی ہیں۔ ہماری دلی خواہش ہے کہ ہمارے ملک کو اللہ تعالےٰ جلد از جلد صحیح معنوں میں پاکستان بنا دے۔ بارہ سال یہاں جو منکرات و فواحشات کا دور دورہ رہا ہے۔ اللہ تعالےٰ پاکستانی مسلمانوں کو اب ان سے بچ کر اعمال صالح کرنے کی توفیق عنایت فرمائیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس ذہنی انقلاب میں ہمارے نئے دارالخلافہ کا بھی حصہ ہو۔ اس لئے ہماری رائے میں اس کا نام سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسمائے گرامی میں سے کسی ایک کی نسبت سے رکھا جائے۔ مثلاً محمدؐ نگر۔ مصطفےٰ آباد۔ احمد آباد۔ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ نمک مرچ وغیرہ کی طرح ناموں میں بھی تاثیر ہے۔ اگر ہم حضور انورؐ۔ صحابہ کرامؓ اور صلحائے امت رحمہم اللہ تعالےٰ کے اسمائے گرامی کو پیش نظر رکھ کر اپنے بچوں اور بستیوں کے نام رکھیں تو یقیناً موجب برکت ہوں گے ٭ وما علینا الا البلاغ۔

ہفت روزہ خدام الدین لاہور
کی

ترتیب کے لئے مجھے کافی سے زیادہ وقت دینا پڑتا ہے۔ باہر سے آنے والے مضامین کی دیکھ بھال کے علاوہ خطبہ جمعہ تحریر کرنا روزانہ صبح کا درس و دیگر مشاغل کی وجہ سے میں بہت زیادہ عدیم الفرصت ہوں۔ اس لئے ڈاک دیکھنے اور اس کا جواب دینے سے معذور ہوں۔ اس کے متعلق میں نے پہلے بھی اعلان کیا تھا۔ لیکن احباب نے توجہ نہیں دی۔ اب دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ سوائے اشد ضروری خطوط کے جو رجسٹری کرکے بھیجے جائیں۔ احباب مجھے خط لکھنے کی تکلیف نہ کریں۔

میرے ہاں فتویٰ نویسی کا بھی کوئی انتظام نہیں ہے۔ اکثر خطوط فتاوےٰ کے متعلق ہوتے ہیں۔ جن احباب کو کسی مسئلہ میں فتویٰ درکار ہو تو وہ جوابی لفافہ بھیجکر مندرجہ ذیل حضرات کی طرف رجوع کریں۔

۱۔ حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب جامعہ اشرفیہ نیلہ گنبد لاہور۔
۲۔ حضرت مولانا مفتی محمد علی صاحب خطیب سنہری مسجد کشمیری بازار لاہور۔
۳۔ دارالافتاء مدرسہ قاسم العلوم ملتان شہر۔ (۴) دارالافتاء خیر المدارس ملتان شہر۔
۵۔ دارالافتاء دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع پشاور۔

احقر الانام :۔ احمد علی عفی عنہٗ

سیلاب کا خطرہ

موسم برسات شروع ہوتے ہی سیلاب کے متعلق تشویشناک خبریں آنے لگی ہیں۔ ان خبروں میں بتایا گیا ہے کہ مغربی پاکستان کے دریاؤں کے بالائی علاقوں میں موسلا دھار بارش ہو رہی ہے اور ان دریاؤں میں پانی کی سطح بلند ہوتی جا رہی ہے۔ منگلا کے مقام پر دریائے جہلم میں خفیف المثال سیلاب آ چکا ہے۔ دوسرے دریاؤں میں ابھی تک طغیانی تو نہیں آئی لیکن اس کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔

ہر سال سیلاب سے سینکڑوں قیمتی جانیں ہلاک ہو جاتی ہیں۔ فصلوں اور مویشی کی تباہی کا اندازہ لاکھوں تک پہنچ جاتا ہے۔ حکومت سیلاب کی روک تھام پر کروڑوں روپیہ صرف کرتی ہے۔ سیلاب کمشن بنائے جاتے ہیں اور سیلاب کا مقابلہ کرنے کے لئے منصوبے تیار کئے جاتے ہیں لیکن ہماری شامتِ اعمال کے باعث سیلاب رکنے نہیں پاتا۔ ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہماری حکومت اس سے عبرت حاصل نہیں کرتی۔ انسانی تدابیر اگر

باقی برصفحہ ۱۰

رسول کریم ہیں

جناب عبدالحمید خان صاحب شوق بورسٹل جیل، لاہور

مقصودِ کائنات رسولِ کریم ہیں
آرائشِ حیات رسولِ کریم ہیں

ہر گوشۂ زمین سے تاریکیاں مٹیں
شمسِ تجلیات رسولِ کریم ہیں

کہتے ہیں جس کو رحمۃ للعالمین تمام
وہ بے نظیر ذات رسولِ کریم ہیں

ہر مردہ دل کو دے گئی درسِ حیاتِ نو
جن کی ہر ایک بات رسولِ کریم ہیں

جو قلبِ مضطرب کو سکوں بخشتی ہے وہ
تسکین بخش ذات رسولِ کریم ہیں

تخلیقِ دو جہان کا باعث وہی تو ہیں
مطلوبِ کائنات رسولِ کریم ہیں

دورِ خزاں سے دورِ بہاراں بدل گیا
وجہِ تغیرات رسولِ کریم ہیں

صد شانِ کردگار کے مظہر حضور ہیں
آیاتِ بیّنات رسولِ کریم ہیں

موسیٰ تو اک جھلک ہی سے بیہوش ہو گئے
نازِ تجلیّات رسولِ کریم ہیں!

جس نے جبینِ زندگی کو آب و تاب دی
وہ مہرِ کائنات رسولِ کریم ہیں!

ارض و سما کی وسعتیں پر نور ہو گئیں
حق کی تجلیات رسولِ کریم ہیں

تطہیرِ ارض کیلئے ٹھہرے حرا میں وہ
تزئینِ شش جہات رسولِ کریم ہیں

دیتے رہے دعائیں وہ کھا کھا کے گالیاں
گنجینۂ صفات رسولِ کریم ہیں

اپنی نجات ان کی شفاعت پہ شوق ہے
سرچشمۂ نجات رسولِ کریم ہیں!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۳ر جولائی ۱۹۵۹ء

(۱) اس جہان میں اکثریت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں کی رہی ہے

(۲) کیا نافرمان اور فرمانبردار برابر ہوسکتے ہیں ہرگز نہیں

نمبر اوّل کے شواہد

پہلا

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ (سورۃ المائدۃ رکوع ۱۰ پ ۶) ترجمہ۔ کہدو۔ اے اہل کتاب تم کسی راہ پر نہیں ہو۔ جب تک تم توراۃ اور انجیل اور جو چیز تم پر تمہارے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے۔ قائم نہ کرو۔ اور ضرور ہے کہ یہ فرمان جو تم پر نازل ہوا ہے ان میں سے اکثر کی سرکشی اور انکار کو اور زیادہ بڑھائے گا۔ مگر انکار کرنے والوں کے حال پر کچھ افسوس نہ کرو۔

حاصل

یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان واجب الاذعان قرآن مجید کے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے کے باوجود یہود اور نصاریٰ کی اکثریت اس سے فیض اٹھانے اور اس کو اپنا دستور العمل بنانے سے بے بہرہ ہی رہے گی۔ اور بجائے اس کے کہ اس کی برکت سے اپنی اصلاح کریں۔ ان کی بدنصیبی کہ پہلے سے زیادہ سرکشی اور کفر میں تیز گام ہو گئے ہیں۔ اللھم لا تجعلنا منھم

دوسرا

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ۝ الَّذِيْنَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۝ فَاَكْثَرُوْا فِيْهَا الْفَسَادَ ۝ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۝ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝ (سورۃ الفجر پ ۳۰)

ترجمہ۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا۔ کہ آپ کے رب نے عاد کے ساتھ کیا سلوک کیا جو نسل ارم سے ستونوں والے تھے۔ کہ ان جیسا شہروں میں پیدا نہیں کیا گیا۔ اور ثمود کے ساتھ جنہوں نے پتھروں کو وادی میں تراشا تھا اور فرعون میخوں والے کے ساتھ ان سب نے ملک میں سرکشی کی۔ پھر انہوں نے بہت فساد پھیلایا۔ پھر ان پر تیرے رب نے عذاب کا کوڑا پھینکا۔ بے شک آپ کا رب تاک میں ہے۔

ان تینوں کے متعلق شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مذکورۃ الصدر تینوں واقعات کے متعلق مندرجہ ذیل تبصرہ فرماتے ہیں۔

قوم عاد کے متعلق

یعنی ستون کھڑے کر کے بڑی بڑی اونچی عمارتیں بناتے۔ یا یہ مطلب ہے کہ اکثر سیر و سیاحت میں رہتے۔ اور اونچے ستونوں پر خیمے تانتے تھے اور بعض کے نزدیک ذات العماد کہہ کر ان کے اونچے قد و قامت اور ڈیل و ڈول کو ستونوں سے تشبیہ دی ہے۔ واللہ اعلم۔ یعنی اس وقت دنیا میں اس قوم جیسی کوئی قوم مضبوط اور طاقتور نہ تھی یا ان کی عمارتیں اپنا جواب نہیں رکھتی تھیں۔

قوم ثمود کے متعلق

وادی القریٰ ان کے مقام کا نام ہے جہاں پہاڑ کے پتھروں کو تراش کر نہایت محفوظ و مضبوط مکان بنالے تھے

فرعون کے متعلق

یعنی بڑی لاؤ لشکر والا جس کو فوجی ضروریات کے لئے بہت کثیر مقدار میں میخیں رکھنا پڑتی تھیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ لوگوں کو چومیخا کر کے سزا دیتا تھا

سب کا خلاصہ از شیخ الاسلام

یعنی ان قوموں نے عیش و دولت اور زور و قوت کے نشہ میں مست ہو کر ملکوں میں خوب اودھم مچایا بڑی بڑی شرارتیں کیں۔ اور ایسا سر اٹھایا گویا ان کے سروں پر کوئی حاکم ہی نہیں۔ ہمیشہ اسی حال میں رہنا ہے۔ اس ظلم و شرارت کا خمیازہ بھگتنا نہیں پڑے گا۔ آخر جب ان کے کفر و تکبر اور جور و ستم کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور مہلت و درگذر کا کوئی موقع باقی نہ رہا۔ دفعۃً خداوند قہار نے ان پر اپنے عذاب کا کوڑا برسا دیا۔ ان کی سب قوت اور بڑائی خاک میں مل گئی اور وہ ساز و سامان کچھ کام نہ آیا۔

بقیہ حاشیہ شیخ الاسلام

یعنی جیسے کوئی شخص گھات میں پوشیدہ رہ کر آنے جانے والوں کی خبر رکھتا ہے کہ فلاں کیونکر گذرا اور کیا کرتا ہوا گیا۔ اور فلاں کیا لایا اور کیا لے گیا۔

پھر وقت آنے پر اپنی اُن معلومات کے موافق معاملہ کرتا ہے۔ اسی طرح سمجھ لو کہ حق تعالےٰ انسانوں کی آنکھوں سے پوشیدہ رہ کر سب بندوں کے ذرہ ذرہ احوال و اعمال دیکھتا ہے۔ کوئی حرکت و سکون اس سے مخفی نہیں ہاں سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا غافل بندے سمجھتے ہیں کہ بس کوئی دیکھنے اور پوچھنے والا نہیں۔ جو چاہو بے دھڑک کئے جاؤ۔ حالانکہ وقت آنے پر ان کا سارا کچا چٹھا کھول کر رکھ دیتا ہے۔ اور ہر ایک سے انہی اعمال کے موافق معاملہ کرتا ہے جو شروع سے اس کے زیر نظر تھے۔ اس وقت پتہ لگتا ہے کہ وہ سب ڈھیل تھی۔ اور بندوں کا امتحان تھا کہ دیکھیں کن حالات میں کیا کچھ کرتے ہیں۔ اور ایک عارضی حالت پر نظر کرکے آخری انجام کو تو نہیں بھولتے۔

تیسرا

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ ۖ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ (سورۃ البقرہ۔ ع ۱۳۔ پ ۱)

ترجمہ۔ اکثر اہل کتاب اپنے حسد سے حق ظاہر ہونے کے بعد بھی یہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح سے تمہیں ایمان لانے کے بعد پھر کفر کی طرف لوٹا کر لے جائیں۔ سو معاف کرو اور درگزر کرو جب تک کہ اللہ اپنا حکم بھیجے۔ بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اہل کتاب خواہ یہود ہوں یا نصاریٰ۔ باوجود اہل کتاب ہونے کے ان میں سے اکثریت کی تمنا اور آرزو یہی ہے کہ تمہیں بے ایمان بنادیں۔ لہٰذا یہ چیز ثابت ہوگئی کہ دنیا میں اکثریت ہمیشہ نافرمانوں کی رہی ہے

چوتھا

أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَن تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ۝ (سورۃ الحدید ع ۲ پ ۲۷)

ترجمہ۔ کیا ایمان والوں کے لئے اس بات کا وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی نصیحت اور جو دین حق نازل ہوا ہے۔ اس کے سامنے جھک جائیں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں ان سے پہلے کتاب (آسمانی) ملی تھی۔ پھر ان پر مدت لمبی ہو گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں بہت سے نافرمان ہیں۔

حاصل

اللہ تبارک و تعالیٰ اہل کتاب کی شکایت فرما رہے ہیں کہ ان میں سے اکثر اللہ تعالےٰ کے نافرمان ہیں

پانچواں

لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۖ وَأَنزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ ۚ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝ (سورۃ الحدید ع ۳۔ پ ۲۷)

ترجمہ۔ البتہ ہم نے اپنے رسولوں کو نشانیاں دے کر بھیجا اور انکے ہمراہ ہم نے کتاب اور ترازو (عدل) بھی بھیجی۔ تاکہ لوگ انصاف کو قائم رکھیں اور ہم نے لوہا بھی اُتارا۔ جس میں سخت جنگ کے سامان اور لوگوں کے فائدے بھی ہیں اور تاکہ اللہ معلوم کرے کہ کون اس کی اور اس کے رسولوں کی غائبانہ مدد کرتا ہے۔ بے شک اللہ زورآور غالب ہے۔

اس آیت کا اصل مضمون کے ساتھ تعلق

اصل مضمون سے یہ آ رہا ہے کہ اس جہان میں اکثریت اللہ تعالےٰ کے نافرمانوں کی رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لوہا تو اس لئے پیدا کیا تھا تاکہ اللہ تعالےٰ کے باغیوں کی گردن زدنی کے کام آئے۔ مگر خدا تعالیٰ کے نافرمان بندوں نے اللہ تعالےٰ کے بھیجے ہوئے انبیاء علیہم السلام یا ان اللہ تعالیٰ کے مخلص بندوں کے قتل کرنے میں صرف کیا جو لوگوں کو انصاف کرنے کا حکم دیا کرتے تھے۔ چنانچہ میرے اس بیان کی تائید میں قرآن مجید کے دو بیان ملاحظہ ہوں۔

پہلا

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ (سورۃ آل عمران ع ۳۔ پ ۳)

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ اللہ کے حکموں کا انکار کرتے ہیں اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے ہیں اور لوگوں میں سے انصاف کا حکم کرنیوالوں کو قتل کرتے ہیں۔ سو انہیں دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دے۔

دوسرا

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ أَيْنَ مَا ثُقِفُوا إِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللَّهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَاءُوا بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوا يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ الْأَنبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۚ ذَٰلِكَ بِمَا عَصَوا وَّكَانُوا يَعْتَدُونَ ۝ (سورہ آل عمران ع ۱۲۔ پ ۴)

ترجمہ۔ ان پر ذلت لازم کی گئی ہے جہاں وہ پائے جائیں۔ مگر ساتھ اللہ کی پناہ کے اور لوگوں کی پناہ کے اور وہ اللہ کے غضب کے مستحق ہوئے اور ان پر پستی لازم کی گئی۔ یہ اس واسطے کہ اللہ کی نشانیوں کے ساتھ کفر کرتے تھے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے تھے۔ یہ اس سبب سے ہے کہ انہوں نے نافرمانی کی اور حد سے نکل جاتے تھے

چھٹا

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا وَإِبْرَاهِيمَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ ۖ فَمِنْهُم مُّهْتَدٍ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ۝ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِم بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَآتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ ۝ وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَأْفَةً وَرَحْمَةً وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۖ فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ ۖ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسِقُونَ ۝ (سورۃ الحدید ع ۴ پ ۲۷)

ترجمہ۔ اور ہم نے نوحؑ اور ابراہیمؑ کو بھیجا تھا اور ہم نے ان دونوں کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھی تھی۔ پس بعض تو ان میں سے راہ راست پر رہے اور بہت سے ان میں سے نافرمان ہیں۔ پھر ان کے بعد ہم نے اپنے اور رسول بھیجے اور عیسیٰؑ ابن مریم کو بعد میں بھیجا اور اسے ہم نے انجیل دی۔ اور اس کے ماننے والوں کے دلوں میں ہم نے نرمی اور مہربانی رکھ دی اور ترک دنیا جو انہوں نے خود ایجاد کی ہم نے ان پر وہ فرض نہیں کی تھی ۔ مگر انہوں نے رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لئے ایسا کیا۔ پس اُسے نباہ نہ سکے۔ جیسا نباہنا چاہیئے تھا تو ہم نے انہیں جو ان میں سے ایمان لائے ان کا اجر دے دیا اور بہت سے تو ان میں سے بدکار ہیں۔

ساتواں

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ وَرَحْمَتُہٗ لَھَمَّتْ طَّآئِفَۃٌ مِّنْھُمْ اَنْ یُّضِلُّوْکَ ط وَمَا یُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَمَا یَضُرُّوْنَکَ مِنْ شَیْءٍ ط وَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ ط وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا ہ لَا خَیْرَ فِیْ کَثِیْرٍ مِّنْ نَّجْوٰھُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَۃٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَیْنَ النَّاسِ ط وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰہِ فَسَوْفَ نُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا ہ (سورۃ النساء ع ۱۷ پ ۵)

ترجمہ۔ اور اگر تجھ پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی تو ان میں سے ایک گروہ نے تمہیں غلط فہمی میں مبتلا کرنے کا فیصلہ کر ہی لیا تھا۔ حالانکہ وہ اپنے سوا کسی کو غلط فہمی میں مبتلا نہیں کر سکتے تھے۔ اور وہ کچھ نہیں بگاڑ سکتے تھے اور اللہ نے تجھ پر کتاب اور حکمت نازل کی ہے اور تجھے وہ باتیں سکھائی ہیں جو تو نہ جانتا تھا۔ اور اللہ کا تجھ پر بہت بڑا فضل ہے ان لوگوں کی خفیہ سرگوشیوں میں اکثر کوئی بھلائی نہیں ہوتی۔ ہاں مگر کوئی پوشیدہ طور پر صدقہ کرنے یا کسی نیک کام کرنے یا لوگوں میں صلح کرانے میں کی جائے تو یہ بھی بات ہے اور جو شخص یہ کام اللہ کی رضا جوئی کے لئے کرے تو ہم اسے بڑا ثواب دیں گے۔

حاصل

یہ ہے کہ منافقین کی ایک جماعت کی خواہش ہے کہ آپ کو غلط راستہ پر چلائیں۔ مگر اس ناپاک کوشش میں وہ کامیاب نہیں ہوں گے۔

آٹھواں

وَلَقَدْ جَآءَتْھُمْ رُسُلُنَا بِالْبَیِّنٰتِ ثُمَّ اِنَّ کَثِیْرًا مِّنْھُمْ بَعْدَ ذٰلِکَ فِی الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ہ (سورۃ المائدہ ع ۵ پ ۶) ترجمہ۔ اور ہمارے رسول انکے پاس کھلے احکام لا چکے ہیں۔ پھر بھی ان میں بہت لوگ زمین میں زیادتیاں کرنے والے ہیں۔

یہی چیز

پیش کر رہا ہوں کہ زمین میں اکثریت اللہ تعالےٰ کے باغیوں کی ہی ہے۔ اللھم لا تجعلنا منھم اور اس قسم کے بدنصیب ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کے باعث گرفت الٰہی میں آتے رہے اور تباہی کے گھاٹ اُترتے رہے ہیں۔

نواں

وَاَنِ احْکُمْ بَیْنَھُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ وَلَا تَتَّبِعْ اَھْوَآءَھُمْ وَاحْذَرْھُمْ اَنْ یَّفْتِنُوْکَ عَنْ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ اِلَیْکَ ط فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ اَنْ یُّصِیْبَھُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِھِمْ وَاِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ہ (سورۃ المائدہ ع ۷ پ ۶)

ترجمہ۔ اور فرمایا کہ تو ان میں سے اس کے موافق حکم کر جو اللہ نے اتارا ہے۔ اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کر اور ان سے بچتا رہ کہ تجھے کسی ایسے حکم سے بہکا نہ دیں جو اللہ نے تجھ پر اتارا ہے۔ پھر اگر یہ منہ موڑیں تو جان لو کہ اللہ کا ارادہ انہیں ان کے بعض گناہوں کی پاداش میں مصیبت میں مبتلا کرنے کا ہے اور لوگوں میں بہت سے نافرمان ہیں

حاصل

وہی نکلا کہ انسان کی اکثریت اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں کی ہے

دسواں

وَجٰوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَھُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُہٗ بَغْیًا وَّعَدْوًا ط حَتّٰٓی اِذَآ اَدْرَکَہُ الْغَرَقُ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِہٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ہ آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَکُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ ہ فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْکَ بِبَدَنِکَ لِتَکُوْنَ لِمَنْ خَلْفَکَ اٰیَۃً ط وَاِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ہ (سورہ یونس رکوع ۹ پ ۱۱)

ترجمہ۔ اور ہم نے بنی اسرائیل کو دریا سے پار کر دیا۔ پھر فرعون اور اس کے لشکر نے ظلم اور زیادتی سے ان کا پیچھا کیا۔ یہاں تک کہ جب ڈوبنے لگا کہا میں ایمان لایا کہ کوئی معبود نہیں مگر جس پر بنی اسرائیل ایمان لاتے ہیں اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ اب یہ کہتا ہے۔ اور تو اس سے پہلے نافرمانی کرتا رہا اور مفسدوں میں داخل رہا۔ سو آج ہم تیرے بدن کو نکال لیں گے۔ تاکہ تو پچھلوں کے لئے عبرت ہو اور بے شک بہت سے لوگ ہماری نشانیوں سے بے خبر ہیں۔

حاصل

یہی نکلا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندوں کے متعلق شکایت فرما رہے ہیں کہ ان میں سے اکثر اللہ تعالےٰ کے نافرمان ہیں۔ اللھم لا تجعلنا منھم۔

گیارہواں

یَنْصُرُ اللّٰہِ ط یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُ ط وَھُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ہ وَعْدَ اللّٰہِ ط لَا یُخْلِفُ اللّٰہُ وَعْدَہٗ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ہ (سورۃ الروم ع ۱۔ پ ۲۱)

ترجمہ۔ اللہ کی مدد سے۔ مدد کرتا ہے جس کو چاہتا ہے۔ اور وہ غالب رحم والا ہے۔ اللہ کا وعدہ ہو چکا۔ اللہ اپنے وعدہ کا خلاف نہیں کرے گا۔ لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ "یعنی اکثر لوگ نہیں سمجھتے کہ غالب یا مغلوب کرنے میں اللہ تعالیٰ کی

کیا کیا حکمتیں ہیں اور یہ کہ قدرت جب کوئی کام کرنا چاہے تو سب ظاہری رکاوٹیں دور ہوتی چلی جاتی ہیں ۔ اسی لئے اکثر ظاہر بین بغیر اسباب ظاہری خدا پر بھروسہ نہیں رکھتے اور کسی کا عارضی غلبہ دیکھ کر سمجھنے لگتے ہیں کہ یہی اللہ کے ہاں مقبول ہوگا ۔

حاصل

یہ نکلا کہ اکثر آدمی اللہ تعالےٰ کی حکمتوں کو نہیں سمجھتے ۔ اسی لئے جس شخص کو کسی مصلحت کی بنا پر عارضی طور پر غلبہ حاصل ہو جائے تو یہ سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے ہاں یہی مقبول اور محبوب ہے ۔

گیارہ شہادتوں کا نتیجہ یہ نکلا

کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے شاکی ہیں کہ انسانوں کی اکثریت ہمیشہ اس کی نافرمان ہی رہی ہے ۔ اللھم لاتجعلنا منھم

عنوان نمبر دوم

کیا نافرمان اور فرمانبردار برابر ہو سکتے ہیں ۔ ہرگز نہیں ۔ اس کے متعدد شواہد

پہلا

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ ۚ فَاتَّقُوا اللَّهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ (سورۃ المائدہ ع ۱۳ ۔ پ ۷)

ترجمہ ۔ کہدو کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں ۔ اگرچہ تمہیں ناپاک کی کثرت بھلی معلوم ہو ۔ سو اے عقلمندو اللہ سے ڈرتے رہو ۔ تاکہ تمہاری نجات ہو ۔

حاصل یہ ہے کہ

توحید پرست اور مشرک	ان دونوں قسموں والے انسان بارگاہ الٰہی میں برابر نہیں ہو سکتے
مومن اور کافر	
مومن اور منافق	
نمازی اور بے نماز	
روزہ رکھنے والے اور نہ رکھنے والے	
زکوٰۃ دینے والے اور نہ دینے والے	
حج فرض ادا کرنیوالے اور نہ کرنیوالے	

دوسرا

ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَهُوَ كَلٌّ عَلَىٰ مَوْلَاهُ أَيْنَمَا يُوَجِّهْهُ لَا يَأْتِ بِخَيْرٍ ۖ هَلْ يَسْتَوِي هُوَ وَمَنْ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ ۙ وَهُوَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (سورۃ النحل ع ۱۰ ۔ پ ۱۴)

ترجمہ ۔ اور اللہ ایک اور مثال دو آدمیوں کی بیان فرماتا ہے ۔ ایک ان میں سے گونگا ہے ۔ کچھ بھی نہیں کر سکتا ۔ اپنے آقا پر ایک بوجھ ہے ۔ جہاں کہیں اسے بھیجے ۔ اس سے کوئی خوبی کی بات بن نہ آئے ۔ کیا یہ اور وہ برابر ہے ۔ جو لوگوں کو انصاف کا حکم دیتا ہے ۔ اور وہ خود بھی سیدھے راستے پر قائم ہے ۔

حاصل

یہ ہے کہ جس طرح مذکور الصدر مثال والے دونوں شخص برابر نہیں ہو سکتے ۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کے فرمانبردار اور نافرمان برابر نہیں ہو سکتے ۔

تیسرا

أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ ۗ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ۝ (سورۃ الزمر رکوع ۱ پ ۲۳)

ترجمہ ۔ (کیا کافر بہتر ہے) یا وہ جو رات کے اوقات میں سجدہ اور قیام کی حالت میں عبادت کر رہا ہو ۔ آخرت سے ڈر رہا ہو اور اپنے رب کی رحمت کی امید کر رہا ہو ۔ کہدو کیا علم والے اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں ۔ سمجھتے وہی ہیں جو عقل والے ہیں ۔

وضاحت کے لئے شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اس آیت پر تحریر فرماتے ہیں ۔ یعنی جو بندہ رات کی نیند اور آرام چھوڑ کر اللہ کی عبادت میں لگا ۔ کبھی اس کے سامنے دست بستہ کھڑا رہا ۔ کبھی سجدہ میں گرا ۔ ایک طرف آخرت کا خوف اس کے دل کو بے قرار کئے ہوئے ہے اور دوسری طرف اللہ کی رحمت کی ڈھارس بندھا رکھی ہے ۔ کیا یہ سعید بندہ اور وہ بدبخت انسان جس کا ذکر اوپر ہوا کہ مصیبت کے وقت خدا کو پکارتا ہے اور جہاں مصیبت کی گھڑی ٹلی ۔ خدا کو چھوڑ بیٹھا ۔ دونوں برابر ہو سکتے ہیں ۔ ہرگز نہیں ۔ ایسا ہو ۔ تو یوں کہو کہ ایک عالم اور جاہل یا سمجھدار اور بے وقوف میں کچھ فرق نہ رہا ۔ مگر اس بات کو بھی وہی سمجھتے سوچتے ہیں جن کو اللہ نے عقل دی ہے ۔

چوتھا

لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۚ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُونَ (سورۃ الحشر ع ۳ ۔ پ ۲۸)

ترجمہ ۔ دوزخی اور جنتی برابر نہیں ہو سکتے ۔ جنتی ہی مراد کو پہنچنے والے ہیں ۔

حاصل

یہ نکلا کہ وہ کام جو دوزخ میں لے جانے والے ہیں ۔ ان کاموں کے کرنیوالے اور ان کاموں کے کرنے والے (جو بہشت میں پہنچانے والے ہیں) یہ دونوں برابر نہیں ہو سکتے ۔ دوزخ میں لے جانیوالے کاموں کے کرنے والے دوزخ ہی میں جائیں گے ۔ مثلاً شرک کرنے والے ۔ کفر کرنے والے ۔ نفاق اعتقادی کے منافق (جو بظاہر مسلمان کہلائیں اور دل میں اسلام کے دشمن ہوں) اور بہشت میں پہنچانے والے کاموں کے کرنے والے بفضلہ تعالیٰ بہشت میں ہی جائیں گے ۔ جن کے عقائد میں شرک ۔ کفر ۔ اور نفاق اعتقادی نہ ہو ۔ نماز باقاعدہ پڑھیں ۔ رمضان مبارک کے روزے باقاعدہ رکھیں ۔ زکوٰۃ پائی پائی گن کر دیں ۔ حج فرض ہو جائے تو حج کریں ۔ نہ کسی پہ ظلم کریں ۔ نہ کسی کی حق تلفی کریں ۔ مرنجاں مرنج زندگی بسر کریں ۔ اللھم اجعلنا منھم بفضلک و منک ۔

پانچواں

قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ قُلِ اللَّهُ ۚ قُلْ أَفَاتَّخَذْتُمْ مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ لَا يَمْلِكُونَ لِأَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا ۚ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ أَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمَاتُ وَالنُّورُ ۗ أَمْ جَعَلُوا لِلَّهِ شُرَكَاءَ خَلَقُوا كَخَلْقِهِ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ۚ قُلِ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَابِيًا ۚ وَمِمَّا يُوقِدُونَ

عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهُ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۝ فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً وَأَمَّا مَا يَنفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ ۝ (سورہ الرعد ع ۲ پ ۱۳)

ترجمہ - کہو - آسمانوں اور زمینوں کا رب کون ہے - کہدو اللہ - کہو پھر کیا تم نے اللہ کے سوا ان چیزوں کو معبود نہیں بنا رکھا - جو اپنے نفسوں کے نفع اور نقصان کے بھی مالک نہیں کہو - کیا اندھا اور دیکھنے والا برابر ہو سکتا ہے - یا کہیں اندھیرا اور روشنی برابر ہو سکتے ہیں - کیا جنہیں انہوں نے اللہ کا شریک بنا رکھا ہے - انہوں نے بھی اللہ کی مخلوق جیسی کچھ مخلوق بنائی ہے - پھر مخلوق ان کی نظر میں مشتبہ ہو گئی ہے - ہر چیز کا پیدا کرنے والا اللہ ہے اور وہ اکیلا زبردست ہے اس نے آسمان سے پانی اتارا - پھر اس سے اپنی مقدار سے نالے بہنے لگے - پھر وہ سیلاب پھولا ہوا جھاگ اوپر لایا اور جس چیز کو آگ میں زیور یا کسی اور اسباب بنانے کے لئے پگھلاتے ہیں - اس پر بھی ویسا ہی جھاگ ہوتا ہے - اللہ حق اور باطل کی مثال بیان فرماتا ہے - پھر جو جھاگ ہے - وہ یونہی جاتا رہتا ہے اور جو لوگوں کو فائدہ دے - وہ زمین میں ٹھہر جاتا ہے - اسی طرح اللہ مثالیں بیان فرماتا ہے -

حاصل

یہ ہے کہ حقیقی خدا اور مصنوعی خدا برابر نہیں ہو سکتے - اصلی خدا تعالیٰ تو زمین اور آسمان کا رب ہے اور مصنوعی خدا اپنی ذات کے نفع اور نقصان کے بھی مالک نہیں ہو سکتے - جس طرح اندھا اور بینا برابر نہیں ہو سکتے - اسی طرح اصلی خدا اور بناوٹی خدا بھی برابر نہیں ہو سکتے اور اسی طرح اصلی خدا کو ماننے والے اور بناوٹی خدا کو ماننے والے بھی برابر نہیں ہو سکتے اور جس طرح اندھیرا اور روشنی برابر نہیں ہو سکتے - اسی طرح جو واقعی خدا ہے - وہ اور جو واقع میں تو خدا نہ ہو اس کو خدا بنا لیا جائے - پھر یہ دونوں خدا برابر ہو سکتے ہیں - ہرگز نہیں - یہ قاعدہ ہے کہ اصلی حقیقی اور جو چیز واقعی ہوتی ہے - وہ اصلی اور واقعی ہوتی ہے - اور جس چیز پر جھوٹ موٹھ کرکے کسی چیز کا نام رکھ لیا جائے - وہ اصلی کب ہو سکتی ہے - اسی طرح جو لوگ اصلی خدا کو ماننے والے ہیں - وہ تو سچے ہیں اور جو لوگ بناوٹی خدا بنا لیتے ہیں وہ سب جھوٹے ہیں اور نتیجے کے لحاظ سے انسانوں کی یہ دونوں قسمیں کبھی برابر نہیں ہو سکتیں - و ما علینا الا البلاغ -

چھٹا

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ۝ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ۝ (سورۃ حم السجدۃ رکوع ۵ پ ۲۴)

ترجمہ - اور اس سے بہتر کس کی بات ہے - جس نے لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا اور خود بھی اچھے کام کئے اور کہا بیشک میں بھی فرمانبرداروں میں سے ہوں - اور نیکی اور بدی برابر نہیں ہوتی (برائی کا) دفعیہ اس بات سے کیجئے جو اچھی ہو - پھر ناگہاں وہ شخص جو تیرے اور اس کے درمیان دشمنی تھی - ایسا ہوگا - گویا کہ وہ مخلص دوست ہے اور یہ بات نہیں دی جاتی مگر انہیں جو صابر ہوتے ہیں اور یہ بات نہیں دی جاتی مگر اس کو جو بڑا بخت والا ہے -

حاصل

یہ ہے کہ لوگوں میں سے سب سے بہتر وہ آدمی ہے جو خدا کی مخلوق کو خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری کی طرف دعوت دے اور خود بھی اللہ تعالےٰ کی رضا کے مطابق زندگی بسر کرے - نہ کہ وہ شخص جو نہ خود اللہ تعالےٰ کے احکام کی فرمانبرداری کرے اور نہ دوسروں کو اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری کی تلقین کرے کیا اللہ تعالےٰ کے دربار میں ان دونوں کا درجہ مساوی ہو سکتا ہے ہرگز نہیں -

ساتواں

أَفَمَن كَانَ مُؤْمِنًا كَمَن كَانَ فَاسِقًا لَّا يَسْتَوُونَ ۝ أَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ جَنَّاتُ الْمَأْوَىٰ نُزُلًا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ وَأَمَّا الَّذِينَ فَسَقُوا فَمَأْوَاهُمُ النَّارُ كُلَّمَا أَرَادُوا أَن يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا فِيهَا وَقِيلَ لَهُمْ ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّذِي كُنتُم بِهِ تُكَذِّبُونَ ۝ وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ (سورۃ السجدہ رکوع ۲ پ ۲۱)

ترجمہ - کیا مومن اس کے برابر ہے جو نافرمان ہو - برابر نہیں ہو سکتے - سو وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے تو ان کے کاموں کے سبب جو وہ کیا کرتے تھے مہانی میں ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں اور جنہوں نے نافرمانی کی ان کا ٹھکانا آگ ہے - جب وہاں سے نکلنے کا ارادہ کریں گے تو اس میں پھیر لوٹا دیئے جائیں گے اور انہیں کہا جائیگا آگ کا وہ عذاب چکھو جسے تم جھٹلایا کرتے تھے اور ہم انہیں قریب کا عذاب بھی اس بڑے عذاب سے پہلے چکھائینگے تاکہ وہ باز آ جائیں -

حاصل

یہ نکلا کہ فرمانبردار (یعنی مومن) اور نافرمان (یعنی فاسق) بارگاہ الٰہی میں برابر نہیں ہو سکتے اور نہ ہی دونوں کے اعمال کے نتائج نکلیں گے اور نہ ہی دونوں کا ٹھکانا ایک جیسا ہو سکتا ہے اور یہ سب فیصلے جو عرض کر رہا ہوں - ہر عقلمند ان فیصلوں کو آسانی قبول کر سکتا ہے -

دعا

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا مخلص اور فرمانبردار بندہ بننے کی توفیق عطا فرمائے - آمین یا الہ العالمین -

آخری فیصلہ

دربار الٰہی سے انسانوں کی دو قسموں کا اعلان

پہلی

راندۂ دربار الٰہی

إِنَّ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَاسْتَكْبَرُوا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ

اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِيْ سَمِّ الْخِيَاطِ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُجْرِمِيْنَ ۝ لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الظّٰلِمِيْنَ ۝ (سورۃ الاعراف ع ۵ - پ ۸)

ترجمہ - بے شک - جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان کے مقابلہ میں تکبر کیا - ان کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے - یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں گھس جائے (یعنی جس طرح اونٹ کا سوئی کے ناکہ میں گھسنا ناممکن ہے - اسی طرح ان لوگوں کے لئے بھی بہشت کا دروازہ کھلنا ناممکن ہے) اور ہم گنہگاروں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں - ان کے لئے دوزخ کا بچھونا اور اوپر سے اوڑھنا ہے اور ہم ظالموں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔

آیات الٰہی کے ماننے سے تکبر کرنے کا یہی مطلب ہے

جو آج بعض بے سمجھ انگریزی دان نوجوانوں میں پایا جاتا ہے - جو کہتے ہیں "مولوی بڑے بے ایمان ہیں" اے نوجوان عزیز ہوش سے کام لے - اس دیندار جماعت کی توہین کرکے خوش نہ ہو اور اپنی عاقبت خراب نہ کر - مولوی صاحب بیچارے مسلمانوں کو یہی تو کہتے ہیں کہ پانچ وقت نماز پڑھو - رمضان مبارک کے روزے رکھو - زکوٰۃ فرض ہے تو دو - اگر حج فرض ہو چکا ہے تو ضرور کرو - ان اعمال صالحہ کے علاوہ جو برائیاں تم کرتے ہو - ان سے نہیں روکتے ہیں؟ مثلاً شراب نہ پیو - کیونکہ اسلام میں شراب پینا حرام ہے - دعوتوں میں جب راتوں کو اکٹھے ہوتے ہو تو کھانے سے فارغ ہو کر آپس میں بیویوں کے تبادلے کرکے بغلگیر ہو کر مت ناچو - کیونکہ یہ شریفانہ فعل نہیں - اسلام اس کو حرام قرار دیتا ہے - اے عزیز نوجوان - مولوی صاحب تمہیں اسی قسم کے امر و نہی کی قرآن مجید کے نقطۂ نگاہ سے اطلاع دیتا ہے اور مولوی کی اسی اطلاع اور گرفت کو تو اپنی توہین سمجھتا ہے اس لئے بجائے اپنے گناہوں سے شرمندہ ہونے کے الٹا تبلیغ حق کرنے والے اللہ تعالیٰ کے بندوں کی توہین کرکے دل خوش کر لیتا ہے کہ مولوی بڑے بے ایمان ہیں - سوائے اس کے کہ وہ تمہیں تبلیغ دین کرتے ہیں اور وہ کونسی بے ایمانی ہے جو وہ کرتے ہیں - اور اے نوجوان عزیز چند دنوں سے تیری ایمانداری بھی طشت از بام ہو چکی ہے جو تو نے اپنے اپنے منصب پر فائز ہونے کے بعد اور قومی خزانے سے ہزاروں روپیہ بصورت تنخواہ معاوضہ لے کر دیانتداری کا ثبوت دیا ہے - وہ بھی تمام دنیا کو بذریعہ اخبار معلوم ہو چکا ہے -

یہی مولوی تو خیر خواہ ہیں

اے بے دین نوجوان خواب غفلت سے ہوش میں آ اور آنکھ کھول کر دیکھ اور کان کھول کر سن لے - یہی حاملین فرمان الٰہی (قرآن مجید) جو تمہیں عاقبت اور نتیجے کے لحاظ سے خیر اور شر نیک اور بد - مفید اور مضر - آرام دہ جگہ پر پہنچانے والے اور ہلاکت کے گڑھے میں گرانے والے - دونوں راستوں میں تمیز کرانے کی کوشش کر رہے ہیں - حقیقت میں فقط یہی تو تیرے خیر خواہ ہیں جو چاہتے ہیں کہ تیرا انجام بخیر ہو - اے انگریزی دان ہوش میں آ - ہوش میں آ - دوست اور دشمن کو پہچان - خیر خواہ اور بدخواہ کو پہچان

دعا

اے اللہ ان یورپین عزم میں غرق ہونے والے میرے مسلمان نوجوانوں کو اپنی مہربانی اور اپنے فضل سے اس اندھیرے گڑھے سے نکال اور تو اپنے اسلام کی روشنی کا نور ان کے دلوں میں اور ان کی آنکھوں میں عطا فرما اور انہیں اس جہنم رساں گڑھے سے نکل کر نور الٰہی (قرآن مجید) کی روشنی میں حیات مستعار (دنیا کی زندگی) کے بقیہ دن بسر کرنے کی توفیق عطا فرما - آمین یا الہ العالمین -

دوسری قسم

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

(سورۃ الاعراف رکوع ۵ پ ۸)

ترجمہ - اور جو ایمان لائے اور نیکیاں کیں - ہم کسی پر بوجھ نہیں رکھتے - مگر اس کی طاقت کے موافق - وہی بہشتی ہیں - وہ اس میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اللھم اجعلنا منہم -

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس آیت پر تحریر فرماتے ہیں - "لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَآ" جملہ معترضہ ہے جس سے درمیان میں متنبہ فرما دیا کہ ایمان و عمل صالح جس پر اتنا عظیم الشان صلہ مرحمت ہوتا ہے - کوئی ایسی مشکل چیز نہیں جو انسان کی طاقت سے باہر ہو یا یہ مطلب ہے کہ ہر آدمی سے عمل صالح اسی قدر مطلوب ہے - جتنا اس کی مقدرت اور طاقت میں ہو - اس سے زائد کا مطالبہ نہیں کیا جا رہا -

---

بقیہ سیلاب کا خطرہ صفحہ ۳ سے آگے

سیلاب کو روکنے میں ناکام رہیں - تو یہی کہا جائے گا کہ اگر پاکستان کے باشندے اپنی بد اعمالیوں سے توبہ کر لیں تو اللہ تعالےٰ کی رحمت سے سیلاب کا خطرہ دور ہو جائے گا - ہماری پہلی حکومتوں نے تو اس طرف توجہ نہیں دی - کیا ہم امید رکھیں کہ ہماری نئی حکومت سیلاب کو روکنے کا یہ روحانی نسخہ استعمال کرنے کے لئے فوراً مناسب اقدامات کرے گی -

پہلے ہمارے صدر محترم اور وزرائے سلطنت رجوع الی اللہ کریں اور اس کے بعد عوام کو اس کی تلقین کریں - ہمیں یقین ہے کہ اگر ساری قوم صدق دل سے اپنی بد اعمالی سے توبہ کر لے گی - تو سیلاب کا عذاب قوم یونس ؑ کی طرح ٹل جائے گا - منکرات اور فواحشات کی ترویج پر جو قومی سرمایہ ضائع کیا جاتا ہے - وہ آئندہ کے لئے بند کرکے کسی دوسرے نیک کام میں لگایا جائے - یہ حکومت کی عملی توبہ ہوگی -

اللہ تعالےٰ ہماری نئی حکومت اور عوام کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ ہمارے تجویز کردہ اس روحانی نسخہ کو آزما سکیں ✽

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات مورخہ ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ مطابق ۲ جولائی ۱۹۵۹ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْد

اولیاء اللہ بادشاہوں سے زیادہ نازک مزاج ہوتے ہیں

عرض یہ ہے کہ دنیا میں ایک مقولہ مشہور ہے کہ بادشاہ بڑے نازک مزاج ہوتے ہیں ؎

نازک مزاج شاہاں تاب سخن ندارد

میں کہتا ہوں کہ یہ غلط ہے۔ اولیاء کرام کی بہت سی قسمیں ہیں۔ ان میں سے ایک قسم وہ ہے۔ جن کو اللہ تعالےٰ نور باطن عطا فرماتے ہیں۔ اصل میں وہ نازک مزاج ہوتے ہیں۔ بادشاہ سلامت کا جب کھانا آتا ہے۔ وہ اس وقت تک نہیں کھا سکتے۔ جب تک ڈاکٹر نہ آئیں اور ٹیسٹ کرکے پتہ نہ لگائیں کہ کھانے میں کسی نے زہر تو نہیں ملا دیا۔ بادشاہ سلامت کے سامنے کھانا رکھا ہے۔ لیکن ان کو پتہ نہیں کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے یا نہیں۔ ان کے مقابلہ میں اولیاء کرام دس میل بلکہ سو میل سے بتلا دیں گے کہ پلاؤ میں چاول حلال کے ہیں یا حرام کے۔ گوشت حلال کا ہے یا حرام کا۔ گھی حلال کا ہے یا حرام کا۔ پیاز حلال کا ہے۔ یا حرام کا۔ پانی حلال کا ہے یا حرام کا بعض۔ اوقات پانی بھی حرام کا ہوتا ہے اسی طرح قورمہ میں بتلا دیں گے کہ گوشت حلال کا ہے یا حرام کا۔ گھی حلال کا ہے یا حرام کا۔ پیاز حلال کا ہے یا حرام کا۔ پانی حلال کا ہے یا حرام کا آپ ان کو صرف سمت بتلا دیں جہاں کھانا رکھا ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کو ایسی دید عطا فرماتے ہیں کہ وہ ایک منٹ سے پہلے بتلا دیں گے کہ هٰذَا حَلَالٌ وَّ هٰذَا حَرَامٌ (یہ حلال ہے یہ حرام ہے) بادشاہ سلامت کے سامنے کھانا رکھا ہے۔ لیکن ان کو پتہ نہیں لگتا کہ اس میں زہر ہے یا نہیں۔ اولیاء کرام سو میل سے بتلا دیں گے کہ کھانا حلال کا ہے یا حرام کا۔ بادشاہ نازک مزاج ہوئے یا اولیاء کرام؟ ان کو جب پتہ لگ جاتا ہے کہ کھانا حرام کا ہے تو آپ ان کو کروڑ روپیہ بھی دیں تو وہ کھانا ہرگز نہیں کھائیں گے۔ وہ کہیں گے کہ میں آپ کے کروڑ روپیہ پر پیشاب بھی نہیں کر سکتا۔ میں کہا کرتا ہوں کہ انگریز کی وائرلیس دیر میں آتی ہے اولیاء کرام کی وائرلیس ایک منٹ سے بھی پہلے اطلاع دیتی ہے۔ یہ علم غیب نہیں ہے۔ علم غیب وہ ہے جو بلاوسیلہ بلا ذریعہ خود بخود حاصل ہو۔ یہ فقط اللہ تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰهُ الآیہ (سورۃ النمل رکوع ۵ پ ۲۰)۔

ترجمہ (کہدیجئے۔ اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا)۔ جس طرح کیمیاگر لاکھوں میں کوئی ہوتا ہے۔ بعض انسان کیمیا کے پیچھے پڑ کر اپنی جائداد اولاد بیوی کے زیور فروخت کر دیتے ہیں۔ اسی طرح اولیاء اللہ بھی ایسے بہت کم ہوتے ہیں۔ جن کو اللہ تعالےٰ نور باطن عطا فرماتے ہیں۔ میں کہا کرتا ہوں اوّل تو شیخ کامل کا ملنا مشکل ہے۔ اگر مل جائے تو ان سے فیض حاصل کرنا ہر شخص کا کام نہیں۔ شیخ کامل ہو اور طالب صادق ہو اور اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو تو مدت مدیدہ کے بعد نور باطن حاصل ہو جاتا ہے۔ میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ طالب صادق وہ ہے جس کا شیخ کامل کے قلب سے عقیدت۔ ادب اور اطاعت کی تین تاروں کے ذریعہ کنکشن ہو۔ اگر ان میں سے ایک تار بھی کٹ جائے تو طالب کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ نور باطن کا حاصل ہونا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اگر شیخ کامل مل جائے تو نور باطن حاصل ہو جاتا ہے۔ لیکن لینے والا بھی کوئی ہوتا ہے اور دینے والا بھی کوئی اور مدتہائے مدیدہ کی محنت اور ریاضت کے بعد یہ نعمت حاصل ہوتی ہے۔ لہٰذا اولیاء کرام کی اس استعداد اور قابلیت کو علم غیب ہرگز ہرگز نہیں کہا جا سکتا۔ اولیاء کرام کی برکت سے یہ نعمت حاصل ہوتی ہے۔ جنکو اللہ تعالیٰ یہ نعمت عطا فرماتے ہیں۔ وہ اسکے مقابلہ میں دنیا و مافیہا کے سارے خزانوں کو ہیچ سمجھتے ہیں۔ ایسا شخص محال ہے۔ حرام چیز کھائے یا حرام چیز پیئے۔ وہ سمجھتا ہے کہ اگر میں نے حرام کھایا یا پیا تو اللہ تعالیٰ کے نام کا نور بجھ جائے گا۔ مرنے کے بعد دنیا و مافیہا کے خزانے یہیں رہ جائیں گے۔ لیکن یہ نور قبر میں بھی ساتھ جائے گا۔ میدان محشر میں بھی اس کو ساتھ لے کر اٹھیں گے۔ اور اسی نور کی برکت سے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے وہاں بھی مورد بنیں گے۔ اللہ ھو کے پاک نام میں لذت اتنی ہے کہ دنیا کی کوئی لذت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ راستہ یہی ہے۔ جس پر آپ جا رہے ہیں۔ اللہ تعالےٰ جس کو چاہے اس پر چلائے۔

مسئلہ یہ ہے کہ کافر کے ذبیحہ کے سوا اس کی ہر چیز کھانی جائز ہے۔ بشرطیکہ اس میں ہمارے مذہب کی رو سے کوئی حرام چیز کی ملاوٹ نہ ہو۔ اسکے ہاتھ کے پکے ہوئے پکوڑے اور مٹھائی وغیرہ کھانی شرعاً جائز ہے۔ تقسیم سے پہلے اکثر مسلمان ان کی دکانوں سے لے کر یہ چیزیں کھایا کرتے تھے۔ لیکن اس راہ پر چلنے والوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ کافر کے ہاتھ کی پکی ہوئی چیز سے پرہیز کریں۔ کیونکہ اس کا روحانیت پر اثر پڑتا ہے۔ بے نماز مسلمان کے ہاتھ کی پکی ہوئی چیز میں تاثیر ہوتی ہے۔ کافر کے ہاتھ کی پکی ہوئی چیز کی تاثیر تو زیادہ ہوگی۔ یہ تقوےٰ ہے

ایک مولوی صاحب مجھ سے اللہ تعالیٰ کا نام پوچھ گئے۔ سال کے بعد آئے اور کہنے لگے کہ مجھے کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ میں نے پوچھا آپ روٹی کہاں سے کھاتے ہیں۔ کہنے لگے کہ طلباء کے لئے لوگوں کے گھروں سے جو روٹیاں آتی ہیں اس میں سے میں بھی کھا لیتا ہوں۔ میں نے کہا اسی وجہ سے آپ کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ پکانے والی کوئی بے نماز ہوگی کوئی جنبی ہوگی۔ کسی کے ہاں کمائی حرام کی ہوگی۔ آپ حلال حرام سب کچھ کھا

جائیں اور پھر چاہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نام کا نور بھی آئے۔ یہ مشکل ہے ؎

ہم خدا خواہی و ہم دُنیائے دوں
ایں خیال و ست و محال است و جنوں

میں عرض کر رہا تھا کہ اولیاء اللہ کی ایک قسم وہ ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ باطن کا نور فرماتے ہیں۔ اصل میں وہ نازک مزاج ہوتے ہیں۔ دس میل بلکہ سو میل کے فاصلہ پر آپ کوئی چیز پکا کر رکھ آئیں۔ وہ ایک منٹ میں بتلا دینگے کہ فلاں چیز حلال ہے اور فلاں چیز حرام ہے۔ اللہ تعالےٰ کے نام کی برکت سے جب کھانے پینے کی چیزوں میں تمیز پیدا ہو جاتی ہے تو ہر چیز میں تمیز ہو جاتی ہے۔ کپڑے میں تمیز ہوتی ہے۔ مکان میں تمیز ہوتی ہے کہ حلال کی کمائی سے بنا ہؤا ہے یا حرام کی کمائی سے۔ حرام مال سے بنے ہوئے مکان میں رہنے کی بجائے اللہ والے مسجد میں رہنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو نورِ باطن عطا فرمائے۔ تاکہ ہم کھانے پینے کی چیزوں کپڑوں اور مکان کے متعلق حرام سے بچ سکیں۔ آمین یا الٰہ العالمین

نماز کی حقیقت

عبدالرشید لدھیانوی
موہن پورہ راولپنڈی

اللہ و رسول پر ایمان لانے اور توحید و رسالت کی شہادت ادا کرنے کے بعد سب سے پہلا اور سب سے اہم جو فریضہ بندہ پر اللہ کی طرف سے عاید کیا گیا ہے۔ وہ "نماز" ہے۔ کلمہ طیبہ کی تصدیق کرنے یعنی اللہ و رسول پر ایمان لانے کے بعد اسلامی زندگی اختیار کرنا ایک مومن کے لئے ضروری ہو جاتا ہے۔ نماز ہی اس زندگی کو پیدا کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ ہے اور گویا کہ وہی ایمان اور اسلامی زندگی کے درمیان کی کڑی ہے اور اسی لئے اس کا درجہ ایمان کے بعد اور باقی تمام دینی ... سے پہلے ہے۔ یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ اللہ کو جاننے اور ماننے اور اس سے اطاعت و بندگی کا عہد کرنے کے بعد بھی آدمی سے اس کی نافرمانی جو سرزد ہوتی ہے۔ تو زیادہ تر اس کی وجہ غفلت ہی ہوتی ہے اور شیطان انسان کی عقل و بصیرت پر غفلت و مدہوشی کا پردہ ڈال کر ہی اس پر چھاپہ مارتا اور اس سے اللہ کی نافرمانی کراتا ہے۔ لیکن جیسے ہی اللہ کی سچی یاد اور اس کی عظمت و کبریائی اور جلال و جبروت کی یاد دہانی کے ذریعہ غفلت کے اس پردہ کو چاک کر دیا جائے تو خدا شناس اور خدا ترس آدمی سنبھل جاتا ہے اور برائیوں سے اس کا قدم رک جاتا ہے۔ قرآن مجید میں فطرت انسانی کی اس کیفیت کو اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّھُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیْطٰنِ تَذَکَّرُوْا فَاِذَا ھُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝ (سورۃ اعراف ع ۲۴)

ترجمہ۔ بلاشبہ جو لوگ ڈر رکھتے ہیں جب انہیں کوئی شیطانی وسوسہ لگ جاتا ہے تو وہ (اللہ کی) یاد میں لگ جاتے ہیں۔ سو یکایک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں (اور غفلت کا پردہ چاک ہو جاتا ہے) بہر حال یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ ایمان کے بعد نافرمانی عموماً غفلت ہی کے راستے سے آتی ہے اور نماز اس غفلت کا سب سے اچھا علاج ہے۔ کیونکہ وہ سراسر "یاد" ہے۔ بلکہ یاد الٰہی ہی نماز کی غایت ہے۔ ارشاد خداوندی ہے اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ (طٰہٰ) میری یاد کے لئے نماز قائم کر۔

پھر نماز نری زبانی یاد ہی نہیں۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ یاد کا جو طریقہ غفلت کے دور کرنے اور محبت و شکر کے جذبات کو ابھار کر آمادہ اطاعت کرنے میں سب سے زیادہ موثر ہو سکتا ہے وہ نماز ہی ہے۔ کیونکہ نماز میں قلب، زبان اور دوسرے تمام اعضاء بھی ایک خاص ترتیب اور تناسب کے ساتھ یاد الٰہی اور مظاہرۂ عبودیت میں ہم آہنگ ہو کر حصہ لیتے ہیں اور اپنے اپنے دائرے میں اپنا اپنا وظیفہ ادا کرتے ہیں۔ قلب میں اللہ تعالےٰ کی عظمت و کبریائی کا دھیان ہوتا ہے پھر اسی کے مطابق زبان اس کی تسبیح و تقدیس اور تحمید و تمجید میں مصروف ہوتی ہے اور سارا جسم سر سے پاؤں تک ذکر و عبادت اور نیاز و عبودیت کی تصویر بنا ہوتا ہے۔ کبھی دست بستہ کھڑا ہوتا ہے۔ کبھی جھک جاتا ہے اور کبھی سجدے میں گر کر اپنی بندگی و نیازمندی کا آخری مظاہرہ کرتا ہے

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے نماز کی حقیقت بیان فرماتے ہوئے حجۃ اللہ البالغہ میں لکھا ہے کہ نماز کے تین عناصر ہیں (۱) ایک یہ کہ قلب اللہ تعالےٰ کی لا انتہا عظمت و جلال کے دھیان سے سرافگندہ ہو۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی اس عظمت و کبریائی اور اپنی عاجزی و سرافگندگی کو بہتر سے بہتر الفاظ میں اپنی زبان سے ادا کرے اور تیسرے یہ کہ باقی تمام ظاہری اعضاء کو بھی اللہ تعالیٰ کی عظمت و جبروت اور اپنی عاجزی و بندگی کی شہادت کے لئے استعمال کرے۔ (حجۃ اللہ البالغہ ص۲۷)

نیز اپنی اسی کتاب میں ایک دوسرے موقعہ پر فرماتے ہیں روح الصلوٰۃ ھی الحضور مع اللہ ولا ستشعار لجبروت وتذکر جلال اللہ مع تعظیم ممزوج بمحبۃ وطمانیۃ (حجۃ اللہ البالغہ ج ا ص ۷۲)

باقی کالم پر

ترجمہ۔ اللہ کے سامنے حضوری اور سکینت و محبت آمیز تعظیم کے ساتھ اس کے جلال و جبروت کا تصور اور گہرا دھیان بس یہی نماز کی روح ہے۔

ظاہر ہے کہ نماز کی شکل میں جب اللہ کا ذکر اور اس کے سامنے عاجزی اور نیازمندی کا مظاہرہ اتنا ہمہ گیر اور اتنا کامل ہوگا اور انسان کے تمام ظاہر و باطن پر اس کی چوٹ پڑے گی۔ یعنی اس کا دل اور زبان اور اس کے تمام ظاہری اعضا سب یکساں طور پر اس میں شریک ہوں گے اور پھر دن رات میں کئی کئی مرتبہ اس عمل اور اس وظیفے کا اعادہ ہوگا تو غفلت اس کے مقابلے میں کہاں تک ٹھہر سکے گی اور انسان سے معصیات اور فواحش و منکرات کا صدور کیونکر ہوگا۔ نماز کی یہی وہ تاثیر ہے۔ جس کو قرآن مجید میں بیان فرمایا گیا ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ط وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ط (ترجمہ صفحہ ۱۹ پر)

ابو بکر عبدالرحمٰن لدھیانوی
شیخوپورہ

سُود کی حُرمت و ممانعت

شَرُّ الْمَكَاسِبِ كَسْبُ الرِّبٰوا

سُود و خیرات کا موازنہ

سُود خیرات کی ضد ہے۔ خیرات کرنے سے اخلاق و مروّت، خیر اندیشی و نفع رسانی خلق اللہ میں ترقی ہوتی ہے مگر سُود میں محض بے مروّتی و ضرر رسانی اور ظلم ہے۔ جس قدر خیرات میں بھلائی ہوتی ہے۔ اتنی ہی سُود میں بُرائی ہونی ضروری بات ہے۔

بیع اور ربوا میں فرق

بیع اور ربوا میں بڑا فرق ہے۔ اللہ نے بیع کو حلال کیا ہے اور سُود کو حرام کیا ہے۔ لوگوں نے حلال و حرام کو یکساں کر دیا۔ صرف اس وجہ سے کہ دونوں میں نفع مقصود ہوتا ہے۔

بیع میں جو نفع ہوتا ہے وہ مال کے مقابلہ میں ہوتا ہے۔ مثلاً کسی شخص نے ایک درہم کی قیمت کا کپڑا دو درہم کو فروخت کر دیا

سُود وہ ہوتا ہے جس میں نفع بلا عوض ہو۔ جیسے ایک درہم سے دو درہم خرید لیوے پہلی صورت میں چونکہ کپڑا اور درہم دو علیحدہ علیحدہ قسم کی چیزیں ہیں اور نفع و غرض ہر ایک کی دوسرے سے علیحدہ ہے اس لئے ان میں فی نفسہ موازنہ اور مساوات غیر ممکن ہے۔ بضرورت خرید و فروخت موازنہ کرنے کی کوئی صورت اپنی اپنی ضرورت اور حاجت کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتی۔ اور ضرورت و رغبت ہر ایک شخص کی نہایت ہی مختلف ہوتی ہے۔ کسی کو ایک درہم کی اتنی حاجت ہوتی ہے کہ دس روپے کی قیمت کے کپڑے کی بھی اس قدر نہیں ہوتی اور کسی کو ایک کپڑے کی جو کہ بازار میں ایک درہم کا شمار ہوتا ہے اتنی حاجت ہو سکتی ہے کہ دس درہم کی بھی اتنی احتیاج اور رغبت نہیں ہوتی تو اب ایک کپڑے کو ایک درہم میں کوئی خریدے گا تو اس میں سود یعنی نفع خالی عن العوض نہیں اور اگر بالفرض اسی کپڑے کو ایک ہزار درہم کو خریدے گا تو سود نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ فی حد ذاتہٖ تو ان میں موازنہ اور مساوات ہو ہی نہیں سکتی۔ اس کے لئے اگر پیمانہ ہے تو اپنی اپنی رغبت اور ضرورت، اور اس میں اتنا تفاوت ہے کہ خدا کی پناہ، تو سود متعین ہو تو کیونکر ہو اور ایک درہم کو دو درہم کے عوض فروخت کرے گا تو یہاں فی نفسہٖ مساوات ہو سکتی ہے۔ جس کے باعث ایک درہم ایک درہم کے مقابلہ میں معین ہوگا اور دوسرا درہم خالی عن العوض ہو کر سود ہوگا اور شرعاً یہ معاملہ حرام ہوگا۔
(مولانا محمود الحسنؒ)

بیع حلال ہے اور سُود حرام ہے

اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ط پ۳ - ع ۶ -

ترجمہ۔ سوائے اس کے نہیں کہ سوداگری بھی تو ایسی ہی ہے۔ جیسے سود لینا۔ حالانکہ اللہ نے حلال کیا ہے سوداگری کو اور حرام کیا ہے سود کو۔

سود خوروں نے یہ بات بنائی ہے کہ سود اور بیع میں کیا فرق ہے؟ جس طرح ایک روپیہ کی چیز کو دس روپیہ میں بیچنا درست ہے۔ اسی طرح بوقت حاجت کسی کو دس روپے دے کر پندرہ لینا اپنے روپیہ کا نفع حاصل کرنا ہے کہ جس رقم سے اتنی مدت میں ہم نفع حاصل کرتے اس کا جواب یہ ہے کہ تمہارا قیاس غلط ہے۔ کیونکہ بیع میں ایک چیز معاوضہ میں دی جاتی ہے اور سود میں اصل روپیہ لے کر اس پر زیادتی کونسی چیز کا معاوضہ ہے؟ رہی یہ بات کہ ہم اس سے نفع حاصل کرتے تو یہ یقینی بات نہیں۔ اس لئے مذکورہ آیت میں اشارہ کر دیا۔ سود کی ممانعت سے پہلے جو کچھ کسی نے لے لیا خیر وہ اس کا ہو گیا۔ دنیا میں اس پر کچھ مطالبہ نہیں۔ آخرت میں خدا چاہے تو معاف کرے۔ چاہے حساب لے۔ لیکن باوجود حکم ممانعت آنے کے پھر جو کوئی سود لے گا۔ اور خدا کے حکم کو حقیر جانے گا تو جہنمی ہوگا۔ ہمیشہ اس میں رہے گا۔ سود خور نازاں نہ ہوں کہ ہم نفع حاصل کر رہے ہیں بلکہ نقصان کر رہے ہیں۔ کیونکہ خدا کے نزدیک یہ روپیہ نہایت مکروہ ہے۔

ربٰو کے اقسام

ربوا کی دو قسمیں ہیں (۱) ربوا النسیہ (ادھار) (۲) ربوا بالفضل (زیادتی) پہلی قسم کا ربوا ایام جاہلیت میں جاری تھا اور وہ یہ تھا کہ کوئی شخص کسی کو کسی میعاد پر قرض دیا کرتا تھا اور اس پر کچھ ماہواری شرح مقرر کر لیتا تھا۔ پھر جب میعاد پر وہ روپیہ مدیون سے ادا نہ ہوتا تھا تو قرضخواہ اصل میں کچھ اور بڑھا کر مہلت دیتا تھا اور کبھی سود کو اصل میں جمع کر کے پھر اس پر سود لگایا کرتا تھا۔ جسے سود در سود یا سود مرکب کہتے ہیں اور سود خواروں کا عموماً یہی دستور ہے۔ دوسری قسم یہ ہے کہ گیہوں یا جَو وغیرہ کسی چیز کو اُسی کی جنس سے ڈیوڑھے یا دُگنے پر فروخت کیا جائے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا پہلی قسم کے سود میں یہ خیال تھا کہ یہ حرام ہے اور دوسری قسم کا درست ہے۔ مگر انہوں اس مذہب سے رجوع کیا۔ لیکن جمہور آئمہ دونوں قسم کے سود کو حرام کہتے ہیں۔ پہلی قسم کی حرمت قرآن کی مذکورہ آیت سے ثابت ہے اور دوسری قسم کا حرام ہونا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ منجملہ ان کے ایک حدیث صحیح ہے۔ کہ جس کو عمر بن الخطابؓ اور عبادہ بن صامتؓ اور ابوسعید خدریؓ سے اصحاب الصحاح نے روایت کیا ہے

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اَلذَّهَبُ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةُ بِالْفِضَّةِ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ وَالْمِلْحُ بِالْمِلْحِ مِثْلًا بِمِثْلٍ سَوَاءً بِسَوَاءٍ يَدًا بِيَدٍ فَاِذَا اخْتَلَفَ هٰذِهِ الْاَصْنَافُ فَبِيْعُوْا كَيْفَ شِئْتُمْ اِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ (رواہ مسلم) اور دوسری حدیث میں ہے۔ فَمَنْ زَادَ اَوِ اسْتَزَادَ فَقَدْ اَرْبٰی۔ (مطلب) یہ کہ سونے کی سونے سے چاندی کی چاندی سے جس نے کہ زیادہ دیا یا زیادہ طلب کیا پس وہ بیاج ہے گندم کی گندم سے جَو کی جَو سے۔ کھجور کی کھجور سے۔ نمک کی نمک سے کم و بیش یا ادھار سے خرید و فروخت حرام ہے لیکن برابر اور دست بدست جائز ہے۔ اگر ان میں سے ایک جنس کی دوسری جنس کے ساتھ بیع کی جائے تو کمی بیشی

پر جائز ہے۔ بشرطیکہ دست بدست ہو مذکورہ حدیث میں جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چھ چیزوں میں برابر اور دست بدست فروخت کرنے کا حکم دیا۔ (۱) سونا (۲) چاندی (۳) گیہوں (۴) جو (۵) چھوہارے (۶) نمک۔ پس جو سونے کو سونے سے۔ گیہوں کو گیہوں سے جَو کو جَو سے اور چھوہاروں کو چھوہاروں سے اور نمک کو نمک سے، فروخت کریں تو کمی زیادتی نہ کرے اور اسی وقت دیویں تو اسی وقت لیویں۔ اگر سیر دے کر دو سیر لیگا۔ دوسرے وقت سیر بھر ہی لے گا تو یہ ربٰو ہوگا۔ پھر علمائے ظاہر یہ کہتے ہیں کہ صرف انہیں چھ چیزوں میں ربٰو ہے۔ باقی اور چیزوں میں نہیں۔ سیر بھر باجرہ و جوار دے کر دو سیر خواہ اُسی وقت لو۔ خواہ پھر۔

مگر مجتہدین بالخصوص آئمہ اربعہ یہ کہتے ہیں کہ علاوہ ان کے اور چیزوں میں بھی انہیں پر قیاس کرکے حکم جاری ہوگا۔ مگر جب کسی چیز کو کسی چیز پر قیاس کرتے ہیں تو دونوں میں ایک وصف مشترک ضرور دیکھا جاتا ہے۔ جس کو علم اصول فقہ میں علت کہتے ہیں۔ اس علت میں اماموں کا اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک قدر و جنس ہے۔ یعنی تولنے اور ناپنے میں آتی ہوں۔ پس اگر یہ چیز بھی تل کر بکتی ہے اور دوسری بھی جیسا کہ چاندی سونا۔ پھر دونوں اگر ایک جنس ہیں تو بیع میں کمی زیادتی منع ہوگی۔ اور اودھار بیچنا بھی۔ اور اگر ماپ تول میں شریک ہیں اور جنس غیر ہیں۔ جیسا کہ گیہوں اور جو۔ کہ دونوں ماپ کر عرب میں فروخت ہوتے ہیں۔ مگر جنس الگ الگ ہیں۔ اس صورت میں زیادہ لینا دینا درست ہوگا۔ مثلاً ایک سیر گیہوں دے کر دو سیر جو خرید لے مگر اودھار کرنا درست نہ ہوگا۔ اسی طرح جنس ایک ہو۔ مگر ماپ تول میں شریک نہ ہوں۔ جیسا کہ پشاور کی ایک لنگی کو دو لنگیوں کے ساتھ فروخت کرے تو وہاں بھی زیادتی جائز ہے

خلاصہ یہ کہ اگر قدر و جنس دونوں متحد ہوں گے تو فضل اور نسیہ دونوں حرام ہوں گے اور اگر ایک بات میں اتحاد ہوگا تو صرف نسیہ یعنی اودھار بیچنا حرام ہوگا۔ فضل یعنی زیادہ لینا درست ہوگا۔ اور اگر دونوں میں اتحاد نہیں تو فضل اور نسیہ دونوں درست ہوں گے۔ جیسا کہ روپیہ سے غلہ خریدنا اور فروخت کرنا

دوسرا قول امام شافعیؒ کا ہے۔ وہ یہ کہ چار چیزوں میں علت۔ ربٰو کے حرام ہونے کے لئے طعم ہے۔ یعنی کھانے میں آنا اور چاندی سونے میں نقدیت اور دوسرا وصف جنس کا متحد ہونا۔

تیسرا قول امام مالک کا ہے۔ وہ یہ کہ علت قوت ہے یعنی غذا ہونا یا جو اس کی اصلاح کرے جیسا کہ نمک۔

چوتھا قول عبدالملک بن ماجشون کا ہے یعنی قابل نفع ہونا یہ بالکل غلط ہے کہ غریبوں سے سود لینا حرام ہے اور دولتمندوں سے درست ہے اور گورنمنٹ کے سیونگ سرٹیفکیٹ کی آمدنی بھی درست ہے اور رفاہ عام کے سرمایہ کا سود لینا بھی درست ہے اور ریل وغیرہ یا بیمہ کمپنیوں سے اور امور تمدن میں بھی سود کے لئے روپیہ دینا درست ہے۔ اس کا کیا اعتبار ہے اور یہ کہنا کہ یہ مسئلہ تجارت اور ترقی ملک کے حق میں سد راہ ہے۔ سخت بیوقوفی اور ابلہ فریبی ہے۔ حق یہ ہے کہ سود کی تمام قسمیں حرام ہیں۔

سود خوری پر چار وعیدیں نازل ہوئی ہیں۔

سود خواروں کا حشر

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبٰوا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا۔ ترجمہ۔ جو لوگ سود کھاتے ہیں (قیامت میں) کھڑے نہ ہونگے۔ مگر جس طرح کہ وہ شخص کھڑا ہوتا ہے کہ جس کو بھوت چمٹ کر دیوانہ کر دیتا ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے کہہ دیا کہ سودا کرنا بھی تو سود ہی جیسا ہے اللہ فرماتا ہے جو لوگ سود کھاتے ہیں۔ وہ قیامت میں اس فعل بد کی سزا میں عذاب الٰہی کی دہشت سے بدحواس ہوں گے۔ جیسا کہ کوئی خلل آسیب سے بدحواس ہو جاتا ہے۔ چونکہ دنیا میں محتاجوں کو ان کی سخت گیری سے دہشت اور حیرانی ہوتی تھی۔ ان کا یہ فعل اس جہان میں ان پر آسیب بن کر سوار ہوگا۔ اور یہ اس لئے ہوگا کہ ان سود خواروں نے یہ بات بنائی ہے کہ سود اور بیع میں کوئی فرق نہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ سود کھانے سے ان کے نیک اعمال برباد ہو جائینگے دوسرے سود کو جائز کرنے والے ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ (۳) اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور خیرات کو بڑھاتا ہے (۴) سود خواروں کو کھول کر بتلا دو کہ سود لینا گویا خدا اور اس کے رسول سے لڑائی کرنا ہے۔

احادیث صحیحہ میں اس کے لینے والے دینے والے۔ کاتب اور شاہد پر لعنت آئی ہے راز اس کا یہ ہے کہ ہر فعل کی روح پر زنگ کی طرح پیوست ہو جاتا ہے۔ اور تجربہ سے یہ ثابت ہو چکا ہے۔ کہ سود خوری سے دل پر سختی اور روپیہ کی محبت اور بزدلی اس درجہ کی طاری ہو جاتی ہے کہ جس کا کچھ بیان نہیں اور یہ تینوں صفتیں انتہا درجہ کی خراب ہیں۔ دیکھئے سود خور کیسے سخت دل ہوتے ہیں کہ مقروض خواہ کتنا ہی غریب و مفلس کیوں نہ ہو اس کی خانہ بربادی کرکے اپنا بھلا کرنے میں دریغ نہیں کرتے۔ اور بزدلی ان کی مشہور ہے۔

اسی لئے آپ تاریخوں کے ورق الٹ جایئے۔ کبھی کسی سود خور قوم کو آپ نہ پائیں گے کہ اس نے اولوالعزمی کی ہو یا فاتح ملک ہوئی ہو۔ بلکہ بیشتر یہ ناجائز روپیہ جمع کیا ہوا دلیروں کے ہاتھ لگا کرتا ہے۔ یہ تاثیر دنیا میں ظاہر ہوتی ہے۔ اور عالم باطن میں اس کے یہ اخلاق رذیلہ ہمیشہ اس کی روح کو صدمہ پہنچاتے ہیں جیسا کہ اس نے لوگوں کے دلوں کو صدمہ پہنچایا

سود خوری سے ملک کی ترقی علوم و فنون کارخانوں اور تجارت کی طرف (کہ جو قوم ملک اور سلطنت کی رونق کا باعث ہیں) توجہ نہیں رہتی۔ کاہلی اور بدنیتی آ جاتی ہے۔ آپ سود خوروں کے ملک کو کبھی سرسبز نہیں دیکھیں گے۔ بلکہ صرف انہیں چند مُردار خوروں کو۔ صلہ رحمی، ہمدردیٔ انسانی اور مروت کا دروازہ اس سے بند ہو جاتا ہے۔ اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْہُ

سود خوری چھوڑ دو۔ ورنہ خدا اور اس کے رسول سے لڑائی کا چیلنج

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَإِنْ تُبْتُمْ

فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ○ پ۳ - ع ۶

ترجمہ۔ اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور جو کچھ سود لینا باقی رہ گیا ہے اس کو چھوڑ دو۔ اگر تم (سچے) مومن ہو۔ پھر اگر یہ نہیں کرتے تو اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے کے لئے خبردار ہو جاؤ اور اگر توبہ کرتے ہو تو تم کو تمہاری اصل رقم پہنچ سکتی ہے۔ نہ تم ظلم کرو اور نہ کوئی تم پر ظلم کرے۔

(مطلب) جو کچھ سود قرضداروں کے ذمہ باقی رہ گیا ہے اس کو چھوڑ دو اگر سچا ایمان رکھتے ہو اور جو تم باز نہیں آتے تو تم کو خدا اور اس کے رسول کی طرف سے لڑائی کا چیلنج دیا جاتا ہے کس لئے کہ باوجود ممانعت شدید اور تاکید مزید کے پھر سود لینا اور غریبوں کا دل دکھانا خدا اور اس کے رسول سے جنگ کرنا ہے۔ ہاں اگر تم اس فعل بد سے توبہ کرتے ہو تو تم کو تمہارا اصل مال پہنچتا ہے نہ سود لے کر تم کسی پر ظلم کرو۔ نہ اصل مال میں کمی کر کے تم پر ظلم کیا جاوے۔ جبکہ سود کی سخت ممانعت ہو گئی اور ذمہ پر چڑھا ہوا سود لینا بھی حرام ہوا۔ تو قرضخواہوں کا قرضدار کو تنگ کر کے جلدی وصول کرنا بھی ایک طبعی بات ہے۔ کس لئے کہ جو امید نفع کی تھی جس کی وجہ سے مہلت دے رہا تھا۔ وہ تو منقطع ہو گئی مگر جو قرضدار تنگ دست ہیں۔ ان کے لئے اس میں بڑی دقت ہے۔ وہ کہاں سے لا کر ان کو دیں۔ ادھر قرض خواہ ہے کہ تقاضوں کے مارے اس کو پیسے ڈالتا ہے۔ بے آبرو کر رہا ہے۔ قید میں ڈلوانے کی فکر کر رہا ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے ان بیکسوں کے حال زار پر رحم کر کے اس کے ساتھ ہی یہ حکم دیا کہ اگر قرض دار تنگدست ہے۔ اس کو مہلت دینی چاہیئے۔ یہاں تک کہ اس کو قرض ادا کرنے کا مقدور حاصل ہو جائے۔ اتنے عرصہ میں اس کو تنگ کرنا یا قید کرنا حرام ہے۔ اسلام میں سراسر رحمدلی ہے (تفسیر حقانی)

مسلمانو! اللہ سے ڈرو اور جو سود لوگوں کے ذمہ باقی رہ گیا ہے۔ اس کو چھوڑ دو یعنی اب نہ لو۔ اگر تم ایمان رکھتے ہو تو اپنا اصل روپیہ لے لو۔

یہ آیت ثقیف کے بارے میں اتری۔ وہ مسلمان ہونے کے بعد بھی اپنا چڑھا ہوا سود مانگنے لگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس دن مکہ فتح ہوا۔ فرمایا کہ جاہلیت کے زمانے کے تمام سود کو میں ساقط کرتا ہوں اور سب سے پہلے عباسؓ کے سود کو ساقط کرتا ہوں۔

پھر فرمایا کہ اگر سود نہیں چھوڑتے تو اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے کے لئے خبردار ہو جاؤ۔ یعنی جب خدا اور اس کے رسول کے حکم کو نہیں مانتے تو دشمن ہوئے۔ خدا اور اس کے رسول کے دشمن کو ہر وقت لڑائی کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ ابن عباسؓ نے کہا۔ سود خور کو قیامت کے دن حکم ہوگا کہ اپنے ہتھیار کو جنگ کے لئے اٹھا۔ بعض نے کہا ہے جو مسلمان سود کھانا نہ چھوڑیں۔ ان سے حاکم اسلام کو لڑنا چاہیئے۔

(۱) سعید بن زرارہؓ کہتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا۔ جس کو یہ بات خوش آئے کہ اللہ اس کو اس دن سایہ بخشے۔ جس دن کوئی سایہ نہ ہوگا تو وہ محتاج پر آسانی کرے یا اس کو چھوڑ دے۔ (رواہ الطبرانی)

(۲) بریدہؓ کا لفظ یہ ہے کہ جس نے مفلس کو مہلت دی۔ ہر دن کے ایک صدقہ کا ثواب اسے ملے گا۔

(۳) ابن عمرؓ سے مرفوعاً مروی ہے جو کوئی یہ چاہے کہ اس کی دعا قبول ہو۔ اور اس کی تکلیف دور ہو تو تنگدست سے درگزر کرے (رواہ احمد)

اَللّٰہُ کَفُوْرُ الْقَلْبِ اَثِیْمُ الْقَوْلِ وَالْفِعْلِ کو پسند نہیں کرتا۔ یہ اس لئے ارشاد ہوا کہ جو رزق حلال اللہ نے سود خوار کی قسمت میں رکھا تھا اور جو کسب مباح اس کیلئے شروع کیا تھا۔ اس میں اس رزق و کسب پر اکتفا نہ کیا۔ لوگوں کا مال بطریق باطل و کسب خبیث کھانا شروع کیا تو کفران نعمت کی وجہ سے ظلوم اکل باطل کی وجہ سے آثم (گنہگار) ٹھہرا۔

خیرات میں برکت اور بیاج لینے میں خسران

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۔ پ۲۱ ۔ ع ۷ ۔

ترجمہ۔ اور جو دیتے ہو بیاج پر کہ بڑھتا رہے لوگوں کے مال میں سو وہ نہیں بڑھتا۔ اللہ کے یہاں اور جو دیتے ہو پاک دل سے چاہ کر رضامندی اللہ کی سو یہ وہی ہیں جن کے دونے ہوئے۔

(مطلب) سود بیاج سے گو مال بظاہر بڑھتا دکھائی دیتا ہے۔ لیکن حقیقت میں گھٹ رہا ہے۔ جیسے کسی آدمی کا بدن ورم سے پھول جائے وہ بیماری یا پیام موت ہے اور زکوٰۃ نکالنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مال کم ہوگا۔ فی الحقیقت وہ بڑھتا ہے جیسے کسی مریض کا بدن مسہل و تنقیہ سے گھٹتا دکھائی دے۔ مگر انجام اس کا صحت ہو۔ سود اور زکوٰۃ کا مال بھی انجام کے اعتبار سے ایسا ہی سمجھ لو۔ حدیث میں ہے کہ ایک کھجور جو مومن صدقہ کرے۔ قیامت کے دن بڑھ کر پہاڑ کے برابر نظر آئے گی

طبرانی نے حضرت ابو برزہ اسلمیؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ بندہ ایک ٹکڑہ روٹی کا صدقہ دیتا ہے۔ وہ اللہ کے پاس بڑھ کر مثل پہاڑ احد کے ہو جاتا ہے بعض مفسرین نے ربٰو کے معنی یہاں سود بیاج نہیں لیا۔ وہ اس کا مطلب یوں بیان کرتے ہیں کہ جو آدمی کسی کو کچھ دے اس غرض سے کہ دوسرا اس سے بڑھ کر احسان کا بدلہ کرے گا تو یہ دینا اللہ کے ہاں موجب برکت و ثواب نہیں۔ گو مباح ہو۔ اور پیغمبر علیہ السلام کے حق میں تو مباح بھی نہیں (حضرت مولانا عثمانیؒ)

وہ جو تم سود دیتے ہو اس سے لینے والا سمجھتا ہے کہ جس طرح اور اموال تجارت سے بڑھتے ہیں۔ اس سے بھی بڑھے گا تو وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا۔ یعنی اس میں خیر و برکت نہیں۔ سود خوروں کا انجام کار بہت برا دیکھا گیا ہے۔ دیوالہ نکل جانا۔ رقم ڈوب جانا۔ مال چوری ہو جانا اور جل جانا تو معمولی بات ہے۔ اور بیمروتی و تنگدلی اس کا بدیہی نتیجہ ہے۔ جو شخصی اور قومی ترقی کے لئے سخت حارج ہے۔ برخلاف زکوٰۃ یعنی صدقہ و خیرات اور مقررہ زکوٰۃ کے کہ ان کے مال میں بھی خیر و برکت ہوتی ہے۔ آخرت میں بھی دو چند اجر ملے گا۔ دنیاوی اور اخروی ہر قسم کا اضافہ ہو گا۔ اللہ سود کے مال کو گھٹاتا ہے۔ یعنی اس میں برکت نہیں ہوتی۔ بلکہ اصل مال بھی ضائع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں ارشاد ہے کہ سود کا مال کتنا

ہی بڑھ جائے انجام اس کا افلاس ہے اور خیرات کے مال کو بڑھانے سے یہ مطلب ہے کہ اس مال میں زیادتی ہوتی ہے اور اللہ برکت دیتا ہے اور اس کا ثواب بڑھایا جاتا ہے۔ چنانچہ احادیث میں وارد ہے۔

اللہ تعالےٰ ناشکر گنہگار کو پسند نہیں کرتا۔ مطلب یہ کہ سود لینے والے نے مالدار ہو کر اتنا بھی نہ کیا کہ محتاج کو قرض ہی بلا سود دے دیتا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ بطریق خیرات حاجتمند کو دیتا۔ تو اب اس سے زیادہ اللہ کی نعمت کی ناشکری کیا ہوگی۔

سود کی حرمت سے پہلے جو تم نے سود لیا دیا ہیں اس کو مالک کی طرف واپس کرنے کا حکم نہیں دیا جاتا۔ یعنی تم کو اس سے مطالبہ کا حق نہیں اور آخرت میں حق تعالےٰ کو اختیار ہے۔ چاہے اپنی رحمت سے اس کو بخش دے لیکن حرمت کے بعد اگر کوئی باز نہ آیا۔ بلکہ برابر سود لیتا رہا تو وہ دوزخی ہے اور خدا تعالےٰ کے حکم کے سامنے اپنی عقلی دلیلوں کو پیش کرنے کی سزا یہی سزا ہے جو فرمائی۔ اس میں سود خوار کی پوری تندید و تشنیع بھی ظاہر ہوگئی۔

ممانعت سے پہلے جو سود لے چکے سو لے چکے۔ لیکن ممانعت کے بعد جو چڑھا اس کو ہرگز نہ مانگو۔

پہلے سُود جو تم لے چکے ہو۔ اس کو اگر تمہارے اصل مال میں محسوب کریں اور اس میں سے کاٹ لیویں تو تم پر ظلم ہے اور ممانعت کے بعد کا سُود چڑھا ہوا اگر تم مانگو یہ تمہارا ظلم ہے

اب جب سود کی ممانعت آگئی اور اس کا لینا دینا موقوف ہو گیا تو اب تم مدیون مفلس سے تقاضا کرنے لگو یہ ہرگز نہ چاہیئے۔ بلکہ مفلس کو مہلت دو اور توفیق ہو تو بخش دو۔ قیامت کو تمام اعمال کی جزا اور سزا ملے گی تو اب ہر کوئی اپنا فکر کرلے۔ اچھے کام کرے یا بُرے۔ سود لے یا خیرات کرے۔ (حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحبؒ)

سود خواری سے بزدلی اور نامرادی پیدا ہوتی ہے

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً وَّاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ پ ۴ ع ۵

ترجمہ:۔ اے ایمان والو! سود مت کھاؤ دونے پر دونا اور اللہ سے ڈرو تاکہ تمہارا بھلا ہو۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ تھوڑا سود لے لیا کرو۔ دونے پر دونا مت لو۔ بات یہ ہے کہ جاہلیت میں سود اس طرح لیا جاتا تھا۔ جیسے ہمارے ہندوستان کے بنئے لیتے تھے۔ سو روپے دیئے اور سود در سود بڑھاتے چلے گئے۔ یہانتک کہ سو روپے میں ہزاروں روپے کی جائدادوں کے مالک بن بیٹھے اس صورت کو یہاں اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً سے تعبیر فرمایا۔ یعنی اوّل تو سُود مطلقاً حرام و قبیح اور یہ صورت تو بہت ہی زیادہ شنیع و قبیح ہے۔ جیسے کوئی کہے کہ یہاں مسجد میں گالی مت بکو، اس کا مطلب یہ نہیں کہ مسجد کے باہر بکنے کی اجازت ہے۔ بلکہ مزید برائی اور خرابی بیان کرنے کے موقع پر ایسے الفاظ بولتے ہیں۔ سود کھانے میں بھلا نہیں ہے۔ بلکہ تمہارا بھلا اس میں ہے کہ خدا سے ڈر کر سود کھانا چھوڑ دو۔ سُود کھانے والا دوزخ میں جاتا ہے جو اصل میں کافروں کے واسطے بنائی گئی تھی۔

جنگ اُحد کے تذکرہ میں سُود کی ممانعت کا ذکر بظاہر بے تعلق معلوم ہوتا ہے۔ مگر شاید یہ مناسبت ہو کہ سود کھانے سے نامردی پیدا ہوتی ہے دو سبب سے ایک یہ کہ مال حرام کھانے سے توفیق طاعت کم ہوتی ہے اور بڑی طاعت جہاد ہے۔ دوسرے یہ کہ سود لینا انتہائی بخل پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ سود خوار چاہتا ہے۔ کہ اپنا مال جتنا دیا تھا۔ لے لے اور بیچ میں کسی کا کام نکلا۔ یہ بھی مفت نہ چھوڑے۔ اس کا علیحدہ معاوضہ وصول کرے تو جس کو مال میں اتنا بخل ہو کہ خدا کے لئے کسی کی ذرہ بھر ہمدردی نہ کر سکے۔ وہ خدا کی راہ میں جان کب دے سکے گا۔

تمام فسادات کی جڑ سُود ہے

برادران اسلام! نوع انسان کی بدبختی کا سب سے بڑا وہ دن تھا۔ جس دن ہمارے ملک میں سود کا رواج ہوا۔ آج دنیا میں جس قدر بھی مقدمہ بازی ہے۔ امیر اور غریب کے جھگڑے ہیں۔ انسان انسان میں نفرت ہے۔ قوموں اور ملکوں میں جنگ و جدل ہے۔ حرص طمع اور زر پرستی کے فساد ہیں۔ فاقہ کشی اور عیاشی کے جھگڑے ہیں۔ مزدوروں، کسانوں اور دستکاروں کی بدحالی ہے۔ تجارتی جھگڑے اور مقابلے ہیں۔ ان سب کی جڑ سود کا رواج ہے۔ آپ یقین کیجئے کہ دنیا میں بھی سود خواروں کی حالت شیطان زدہ دیوانوں کی ہوگی اور آخرت میں بھی۔

قرآن عظیم اور احادیث نبوی صلعم میں سود کھانے اور سود دینے کی اس قدر مذمت کی گئی ہے کہ شاید شرک کے بعد کسی دوسرے گناہ کی اس قدر شدّت نہیں کی گئی ہے۔ سود خواروں پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت ہے۔ اور قیامت کے دن وہ لوگ حضرت رحمۃ للعلمین کی شفاعت سے قطعی طور پر محروم رہیں گے۔ سودی قرض لینے یا دینے والی روح بہت غلیظ اور بے نور ہو جاتی ہے۔ قبل از تقسیم ملک سندھ کے ۹۰ فی صدی مسلمان قرضوں سے برباد ہو چکے تھے۔ ان کی چالیس فی صدی زمینیں قرق ہو چکی تھیں اور چالیس فی صدی رہن تھیں اور چند سال پہلے ماہر اقتصادیات نے بتایا تھا۔ کہ صرف پنجاب سے دو کروڑ روپیہ سالانہ سود کی صورت میں ہندو سود خوروں کی جیب میں جاتا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم تو مقروض صحابی کا بھی جنازہ نہیں پڑھتے تھے۔ چہ جائیکہ سودی قرضہ ہو۔

ارشادات نبوی

(۱) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سود کے گناہ کے ستر درجے ہیں۔ ان میں سے ادنےٰ درجہ یہ ہے کہ اپنی ماں سے بدکاری کرے۔ (ابن ماجہ اور بیہقی)

(۲) جابرؓ سے روایت ہے کہا۔ کہ لعنت کی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سود (بیاج) لینے والے کو۔ دینے والے کو اور گواہوں کو اور لکھنے والے کو اور فرمایا وہ سب برابر ہیں (گناہ میں) اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ سودی تمسک لکھنا اور اس پر شہادت درج کرنا۔ لینا دینا ناجائز ہے ✚ (باقی آئندہ)

محترمہ بیگم شیخ مابدل احمد
گجرات

صلہ رحمی

صلہ رحم کی تاکید اور قطع رحم کی تعذیب کے متعلق بہت سی آیات وارد ہوئی ہیں۔ جیسا کہ فرمایا:۔
وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ ترجمہ۔ ڈرو اس اللہ سے جس کے نام سے آپس میں سوال کرتے ہو اور قطع رحم مت کرو۔ یعنی اپنے خویش و اقارب کے ساتھ حسن سلوک و اتحاد سے اور اتفاق سے رہو۔ پھوٹ کو آپس میں جگہ نہ دو۔ پھر فرمایا ہے فَھَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْا اَرْحَامَکُمْ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فَاَصَمَّھُمْ وَ اَعْمٰٓی اَبْصَارَھُمْ۔ ترجمہ۔ کیا تم زمین میں فساد برپا کرنا اور رابطۂ قرابت و رشتۂ رحم کو توڑنا چاہتے ہو ایسے لوگ اللہ کی رحمت سے دور ہیں کانوں سے بہرے ہیں اور آنکھوں سے اندھے ہیں یعنی جاہل نادان ہیں
نیز فرمایا۔ اَلَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَھْدَ اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِہٖ وَ یَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ اُولٰٓئِکَ لَھُمُ اللَّعْنَۃُ وَلَھُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ) ترجمہ:۔ جو لوگ اللہ کے فرمان کو بعد مان لینے کے توڑ ڈالتے ہیں اور صلہ رحمی نہیں کرتے وہ لوگ خدا کی رحمت سے دور ہیں۔ ان کے لئے برا مکان یعنی جہنم ہے
ان آیات قرآنیہ کے بعد صلہ رحمی کے سلسلہ میں چند احادیث شریفہ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی گنہگار کو دنیا و آخرت میں اتنی جلدی ماخوذ نہیں کرتا جتنا کہ زانی و قطع رحم کرنے والے کو مواخذہ کرتا ہے۔ بخاری و مسلم میں ہے کہ قاطع رحم جنت میں داخل نہ ہوگا روایت ہے کہ ہر ایک جمعرات و جمعہ کی رات کو بنی آدم کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ مگر قاطع رحم کے اعمال قبول نہیں کئے جاتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا کہ یہ شعبان کی پندرہویں رات ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ قبیلہ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر گنہگاروں کو آگ سے آزاد کرتا ہے۔ لیکن نہیں دیکھتا طرف مشرک کی نہ قاطع رحم کی اور نہ اس کی طرف جو تکبر سے تہ بند لٹکا کر چلتا ہے اور نہ اس کی طرف جو والدین کی نافرمانی کرتا ہے اور نہ اس کی طرف جو ہمیشہ شراب خوری کرتا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آئے ہم جمع ہو رہے تھے۔ فرمایا اے مسلمانو اللہ سے ڈرو اور صلہ رحمی کرو۔ کیونکہ صلہ رحمی سے زیادہ کوئی ثواب کا کام نہیں ہے۔ اور سرکشی و بغاوت سے پرہیز کرو۔ کہ اس کا عذاب بہت جلد آتا ہے۔ اور والدین کی نافرمانی نہ کرو کہ والدین کی نافرمانی کرنے والا جنت کی بو بھی نہیں پائے گا۔ حالانکہ اس کی خوشبو ہزار سال کی مسافت سے معلوم ہو جاتی ہے۔ اور قطع رحم کرنے والا اور بوڑھا زانی اور تکبر سے چادر پاؤں پر لٹکانے والا بھی جنت میں داخل نہ ہوگا۔ کیونکہ تکبر و بزرگی خدا ہی کا خاصہ ہے۔

حضرت اصبہانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ ہماری اس مجلس میں قاطع رحم نہ بیٹھے۔ ایک نوجوان حلقہ سے اٹھ گیا اور اپنی خالہ کے پاس آیا۔ جس سے اس کو کسی قدر پرخاش تھا اور اس سے معافی مانگی۔ اس نے اس کو معافی دی۔ پھر وہ مجلس میں واپس آیا۔ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس قوم میں کوئی قاطع رحم ہو اس پر اللہ کی رحمت نازل نہیں ہوتی۔ ایسا ہی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس قوم پر رحمت الٰہی نازل نہیں ہوتی جس میں کوئی قاطع رحم ہو۔ اس پر فرشتے نازل نہیں ہوتے۔ حضرت اعمش رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک دن نماز صبح کے بعد اپنے حلقے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے کہا۔ اگر کوئی ہم میں قاطع رحم ہو تو اس مجلس سے اٹھ جائے کیونکہ ہم دعا مانگنا چاہتے ہیں اور قاطع رحم کے ہوتے ہوئے آسمان کے دروازے بند ہوتے ہیں۔ بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ رحم عرش سے لٹکا ہوا ہے۔ اور کہتا ہے کہ جس نے مجھ کو ملایا اللہ اس کو ملاتا ہے اور جس نے مجھ کو قطع کیا اللہ اس کو قطع کرتا ہے۔ حضرت احمد رحمۃ اللہ علیہ صحیح سند سے روایت کرتے ہیں کہ بے جا و ناحق مسلمان کی عزت میں ہاتھ ڈالنا سخت گناہ ہے۔ اور رحم لفظ رحمٰن سے مشتق ہے۔ جس نے اس کو قطع کیا اللہ اس پر جنت کو حرام کرتا ہے۔ حضرت بزار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ تین چیزیں عرش سے معلق ہیں۔ اول رحم۔ وہ کہتا ہے کہ یا الٰہی میں تیرے ساتھ ہوں۔ میں قطع نہ کیا جاؤں۔ دوسری امانت وہ کہتی ہے کہ یا الٰہی مجھے تیرا سہارا ہے میں خیانت نہ کی جاؤں۔ تیسری نعمت وہ کہتی ہے کہ یا الٰہی میں تیری پناہ میں ہوں۔ میں ناشکری نہ کی جاؤں۔

بخاری و مسلم سے روایت ہے کہ جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ اسے چاہیئے کہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ اور جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے۔ چاہیئے کہ صلہ رحمی کرے۔ اور جو اللہ و قیامت پر ایمان رکھتا ہے چاہیئے کہ وہ نیک بات کہے۔ ورنہ چپ رہے۔

یہ بھی روایت ہے کہ جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی روزی فراخ ہو اور عمر دراز ہو جاوے۔ تو چاہیئے کہ صلہ رحمی کرے۔ بخاری و ترمذی میں ہے کہ اپنے انساب و خاندان کے ان تعلقات و وسائل کو جانو کہ ان سے تم صلہ رحمی کر سکو۔ کیونکہ صلہ رحم سے باہم خاندان میں محبت پیدا ہوتی ہے اور مال کی زیادتی ہوتی ہے۔ عمر دراز ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن امام احمد اور حضرت بزار اور حاکم نے سند صحیح سے روایت کی ہے

کہ جو شخص چاہے کہ اس کی عمر بڑھے۔ اور رزق کشادہ ہو اور بری موت سے بچے اسے چاہیئے کہ اللہ سے ڈرے اور صلہ رحمی کرے۔ بخاری و مسلم سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک اعرابی حاضر ہوا اور اس وقت آپ سفر میں تھے۔ اس نے حضرت کی اونٹنی کی مہار پکڑ لی اور کہا یا رسول اللہؐ مجھے وہ چیز بتلایئے جو مجھے جنت کے نزدیک کر دے اور دوزخ سے دور کر دے (یعنی جس سے میں بہشت میں چلا جاؤں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری کو تھام لیا اور صحابہؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ یہ شخص توفیق پا گیا یا ہدایت پا گیا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ آپ نے کیا فرمایا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ کہ اللہ کی عبادت کر اور شرک نہ کر اور نماز قائم رکھ اور زکوٰۃ ادا کر اور صلہ رحمی کر۔ جب وہ چلا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر اس نے ان باتوں پر عمل کیا جو میں نے بتلائی ہیں تو جنت میں داخل ہوگا۔

حضرت ابو الشیخ و ابن حبانؒ و بیہقی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔ کہ سب سے اچھا آدمی کون ہے۔ فرمایا کہ جو خدا سے بہت ڈرتا ہے اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرتا ہے اور نیک کاموں کی ترغیب دیتا ہے اور برے کاموں سے منع کرتا ہے۔

ترمذی نے ایک حدیث میں حسنؓ کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ تم یہ نہ کہا کرو کہ اگر لوگ ہم سے احسان کریں گے تو ان سے ہم بھی کریں گے اور اگر وہ بے انصافی و برائی کریں گے تو ہم بھی ظلم و تعدی کریں گے۔ بلکہ تم یہ ذہن نشین کر لو اور دستور العمل بنا لو کہ اگر لوگ ہم سے بھلائی کرینگے تو ہم بھی اس کا عوض نیکی ہی دیں گے اور اگر وہ ظلم کریں گے اور تکلیف دیں گے تو ہم اس کے صلہ میں ان کو برا بدلہ نہ دیں گے۔ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہا کہ یا رسول اللہؐ میں اپنے رشتہ داروں سے وصل کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع کرتے ہیں۔ میں ان سے نیکی و خیر خواہی کرتا ہوں اور وہ میرے ساتھ برائی کرتے ہیں۔ میں تحمل و بردباری کرتا ہوں اور وہ جہالت و سفاہت سے پیش آتے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا اگر ایسا ہی ہے جیسا تو کہتا ہے تو گویا تو ان پر گرم راکھ ڈال رہا ہے (یعنی تو ان پر حجت پوری کر رہا ہے اور ان کو شرمندہ و خاکسار کر رہا ہے) اب تو سچا ہے اور اللہ تیرا ہمیشہ مددگار رہیگا جبتک تو اسی حالت میں رہیگا

طبرانی و ابن خزیمہ و حاکم وغیرہ سے روایت ہے کہ سب سے افضل صدقہ وہ ہے جو کنبہ اور رشتہ دار پر کیا جاوے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے (وَتَصِلُ مَنْ قَطَعَكَ) تو اس سے صلہ رحمی کر جو تجھ سے قطع کرے رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جس شخص میں یہ تین صفات ہونگی۔ اللہ تعالیٰ اس سے آسان حساب لے گا۔ اور اپنی رحمت سے اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہؐ وہ کیا ہیں۔ فرمایا (۱) جو تجھ کو نہ دیوے تو اس کو عطا کرے (۲) جو تجھ سے قطع رحمی کرے تو اس سے وصل کرے (۳) — (جو تجھ پر نا انصافی و ظلم کرے تو اس کو معاف کرے۔ جب تو یہ باتیں کرے گا۔ اللہ تجھ کو جنت میں داخل کرے گا۔

(باقی باقی)

بقیہ نماز کی حقیقت صفحہ ۱۱ سے آگے۔ بیشک نماز بے حیائی کی باتوں اور برے کاموں سے روکتی ہے اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے)

مگر آج کل عام طور سے جس طرح غفلت کے ساتھ نمازیں پڑھی جاتی ہیں کہ بسا اوقات پڑھنے والوں کو یہ بھی خبر نہیں ہوتی کہ انہوں نے اپنی نمازوں میں اپنے رب سے کیا کہا اور کیا مانگا سو شعور و حضور سے خالی ایسی نمازوں سے اگر تقوے والی زندگی پیدا نہیں ہوتی اور بری عادتیں اور بری باتیں نہیں چھوٹتیں تو اس میں نماز کا کیا قصور ہے۔ جس دانے میں جان اور مغز ہی نہ ہو۔ اس سے درخت کیونکر پیدا ہو سکتا ہے ؎

ذوق باید تا دہد طاعات بر
مغز باید تا دہد دانہ شجر

الغرض نماز کی روح اور حقیقت یہ ہے کہ نمازی اپنے کو اللہ تعالےٰ کا عبد ذلیل اور لاچار و محتاج بندہ سمجھتے ہوئے ہر طرح کی عظمت و کبریائی کے مالک اس معبود برحق کی انتہائی محبت و تعظیم کے جذبہ کے ساتھ اس کے حضور میں حاضر ہو کے اپنی بندگی و نیازمندی کا اظہار کرے۔ جب نماز کی حقیقت اور اس کی روح یہ ٹھہری تو معلوم ہوا کہ حقیقی اور جاندار نماز صرف وہی ہے۔ جس میں اللہ تعالےٰ کے سامنے حاضری کا شعور اپنے تذلل کا احساس اور اللہ کی عظمت و کبریائی اور اس کے جلال و جبروت کا استحضار ہو۔ جس کے لئے انسان کے ظاہر و باطن کا خشوع لازم ہے۔ اگر خدا نخواستہ یہ چیز بالکل حاصل نہ ہو اور اول سے آخر تک ساری نماز غفلت و بیخبری ہی کی کیفیت کے ساتھ پوری ہو تو بلا شبہ یہ نماز بے روح قالب اور بے جان لاشہ ہے۔ اگرچہ اعضاء کی ظاہری حرکات قیام و قعود اور رکوع و سجود کے لحاظ سے اس کو نماز کہہ دیا جائے۔ لیکن یہ ہرگز حقیقی نماز نہیں ہے۔ جس کے متعلق بعض آئمہ دین کا کھلا ہوا فتویٰ ہے۔ سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں من لم یخشع فسدت صلوٰتہ" جس کی نماز خشوع سے خالی رہی اس کی نماز فاسد ہے۔

شیخ اکبر ابن عربی قدس سرہٗ کے ایک عربی شعر کا ترجمہ یہ ہے

"بہتیرے ایسے نمازی ہیں کہ مسجد کی محراب (اور درو دیوار دیکھنے اور خواہ مخواہ کی تکلیف و مشقت اٹھانے کے سوا ان کی نمازوں کا کوئی حاصل نہیں"۔

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر یہ کیفیات (یعنی خشوع و خضوع اور شعور و حضور) پیدا نہ ہوں تو نماز پڑھنا چھوڑ دیا جائے۔ بالکل نہ پڑھنے سے تو ناقص نماز پڑھنا بھی سینکڑوں درجہ بہتر ہے۔ کیونکہ ترک نماز کا گناہ نماز کو ناقص پڑھنے سے ہزاروں درجہ زیادہ ہے۔ بلکہ قریب بہ کفر ہے۔ پس یہاں جو کچھ غفلت و بے خبری والی نماز کے بارے میں لکھا گیا ہے۔ اس کا منشا و مقصد یہ ہے کہ ہم اپنی نمازوں کو شعور و حضور اور خشوع و خضوع والی حقیقی نمازیں بنانے کی کوشش کریں کہ یہی اللہ کے یہاں فلاح و نجات دلانے والی ہیں۔ قد افلح المؤمنون الذین ھم فی صلوٰتھم خاشعون

ترجمہ۔ کامیاب اور بامراد ہیں وہ ایمان والے جو اپنی نمازیں خشوع کے ساتھ ادا کرتے ہیں ✦

بچوں کا صفحہ

حاجی کمال الدین صاحب

حضورؐ کے اخلاق حمیدہ اور اوصاف پسندیدہ

پیارے بچو! آج کی صحبت میں ہم آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے متعلق کچھ تھوڑی سی باتیں بتانا چاہتے ہیں۔ ان کو غور سے سنو اور عمل کرنے کی ہمت کرو۔ حضورؐ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضؓ کا بیان ہے کہ حضور کے اخلاق قرآن پاک یعنی خدا تعالےٰ کے احکام اور اس کی رضا کے عملی نمونہ تھے۔ ہر بات میں حضورؐ کا وہی طرز عمل ہوتا جو خدا تعالیٰ کی مرضی ہوتی۔ حضورؐ کا اٹھنا بیٹھنا۔ کھانا پینا۔ سونا جاگنا۔ چلنا پھرنا۔ لڑائی وصلح دوستی و دشمنی اور عبادت وغیرہ اللہ پاک ہی کی خوشنودی کے مطابق ہوتا تھا۔ اپنی خاطر نہ تو آپ کسی پر ناراض ہوتے اور نہ ہی اپنے نقصان کا کسی سے بدلہ لیتے۔ بلکہ اُسے معاف فرما دیتے۔ ہاں اگر شریعت کے خلاف کوئی کام دیکھتے تو پھر تو آپؐ کے غصہ کی کوئی حد نہ رہتی۔ اس وقت نہ تو کسی کی سفارش سنتے اور نہ کسی کا دباؤ مانتے۔ بلکہ یہاں تک فرما دیتے کہ اگر خدا نہ کرے میری بیٹی فاطمہ رضؓ بھی چوری کرے تو میں اس کے بھی ہاتھ کاٹوں گا۔ انہیں عمدہ اخلاق کی وجہ سے تو بڑے بڑے کٹر کافر اور آپؐ کے جانی دشمن آپؐ کے سامنے جھک جاتے تھے اور آپؐ کے فدائی بن جاتے تھے۔ کوئی گستاخی کرتا۔ بے ادبی سے پیش آتا۔ تکلیفیں پہنچاتا۔ بے حد ستاتا۔ بس آپؐ یہی فرماتے کہ اے اللہ! نہ تو میں ان سے بدلہ لیتا ہوں اور نہ ان کے لئے بد دعا کرتا ہوں ان کو ہدایت دے دے۔ یہ لوگ مجھ کو پہچانتے نہیں ہیں۔ لوگوں نے بھی عرض کیا کہ اے پیارے رسولؐ یہ لوگ آپ کو بہت زیادہ ستاتے ہیں۔ ان کے لئے بد دعا فرمائیں۔ ارشاد فرمایا۔ میں بد دعا دینے کے لئے نہیں آیا۔ میں تو رحمۃ للعالمین ہوں۔ اگر یہ مجھ پر ایمان نہیں لاتے تو میں خدا کی ذات سے اُمید رکھتا ہوں کہ ان کی اولادیں ضرور مجھ پر ایمان لے آئیں گی۔ غور کرو کہ اس سے بڑھ کر اور کیا اخلاق ہوں گے کہ جنگ اُحد کے موقع پر چہرہ انور میں دو کڑیاں چبھی ہوئی ہیں۔ خون کے چشمے چہرۂ مبارک سے چھوٹ رہے ہیں۔ مگر اللہ کی مخلوق کا سب سے بڑا محسن ایک ایک قطرے کی حفاظت کر رہا ہے کہ اگر زمین پر گر گیا تو اللہ کا عذاب جوش میں آ جائے گا۔ اس بات کا غم نہیں کہ یہ اتنی بڑی تکلیف کیوں دی گئی۔ بلکہ افسوس ہے تو یہ ہے کہ میری قوم کی بہتری اور بھلائی میں کسی قسم کی رُکاوٹ پیدا نہ ہو جائے۔ اللہ اللہ۔ ان کا سلوک وہ اور حضورؐ کا جواب یہ۔

خاکساری کا یہ عالم تھا کہ کوئی غریب سے غریب بھی آپؐ کی دعوت کرتا تو بلا تامل قبول فرما لیتے۔ معمولی سے معمولی آدمی بھی جہاں چاہتا۔ آپؐ سے بات چیت کر لیتا۔ نہ حضورؐ کے دروازے پر کوئی پاسبان تھا۔ اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھنے اور چلنے میں کوئی خصوصی شان تھی جیسا کہ آج کل کے دور میں بڑے کرّ و فر سے کام لیا جاتا ہے۔ محنت و مشقت میں تو آپؐ سب کے برابر بلکہ زیادہ کام کرتے تھے۔ مگر آرام و راحت میں سب سے حصّہ لیتے تھے اپنے پھٹے ہوئے کپڑے خود سی لیتے حتیٰ کہ جوتے تک بھی خود سی لیتے۔ ہے کوئی دنیا کا ایسا تاجدار جس کے اندر یہ اوصاف پائے جائیں۔

کم بولنا حضورؐ کی عادت مبارکہ تھی۔ ہاں جو بات فرماتے وہ یا تو فائدہ مند نفع بخش ہوتی تھی اور یا دوسروں کے لئے تعلیم کا سبب بنتی تھی فرماتے اے لوگو! اگر بولو تو اچھی بات بولو۔ ورنہ چپ رہو۔ مسلمان کی بھلائی اسی میں ہے کہ بے کار بات اس کی زبان سے نہ نکلے۔ ورنہ مطلب میں مشکل پڑ جائے گی۔

خوشی کی بات میں خدا تعالےٰ کا شکر ادا کرتے اور فرماتے۔ الحمد للہ رب العالمین۔ رنج کا موقع ہوتا تو صبر کرتے اور فرماتے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہ جب خفا ہوتے تو منہ پھیر لیتے اور خوشی کے وقت آنکھ نیچی ہو جاتی۔

جیسے انسان۔ مومن۔ کافر۔ آپ کے دامنِ رحمت میں پناہ لیتے تھے۔ ویسے ہی جانور بھی۔ ارشاد فرمایا۔ مومن وہ ہے۔ جس سے اللہ کی مخلوق کو کوئی نقصان نہ ہو۔ اللہ اللہ کبھی بلّی سامنے آتی تو پانی کا برتن اس کے آگے رکھ دیا جاتا۔ فرمایا کہ ایک فاحشہ عورت کی اسی میں نجات ہو گئی کہ اُس نے ایک پیاسے کتّے کو پانی پلا دیا تھا اور ایک عورت کو اس وجہ سے دوزخ میں ڈالا گیا کہ اس نے ایک بلّی کو باندھ لیا۔ نہ اس کو کھانے کو دیا نہ پینے کو۔ یہاں تک کہ وہ مر گئی۔ سواروں کو حکم تھا کہ وہ اپنی سواریوں پر سختی نہ کریں۔ ذبح کرنے والوں کو ہدایت تھی کہ ذبح کے وقت جانوروں کو تکلیف نہ دیں۔ اور گھوڑے والوں کو تاکید تھی کہ اپنے گھوڑوں کے منہ کو کپڑے سے صاف کر لیا کریں۔ اسی عالم رحم و کرم کا بھروسہ تھا کہ جانور بھی اپنی شکائتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے تھے چنانچہ ایک اونٹ نے حضورؐ کی خدمت میں آ کر شکایت کی کہ حضورؐ میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ میرا مالک مجھ سے کام زیادہ لیتا ہے اور کھانے کو کچھ دیتا نہیں اور اب اُس نے مجھے اپنی کسی تقریب میں ذبح کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کے مالک کو بلا کر فیصلہ فرما دیا۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

ایڈیٹر
عبدالمنان
چوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی ،، ،، تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جات تعلیم وجیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷

حضرت مولانا احمد علی صاحب امیر نظام العلماء کا اعلان
وفاق المدارس العربیہ کی تنظیمی کمیٹی سے اتفاق

ملتان۔ نظام العلماء کے اجلاس منعقدہ ۲۳ جون ۱۹۵۹ء بمقام لاہور میں تنظیم مدارس دینیہ کے متعلق حسب ذیل قرارداد منظور ہوئی ہے۔

نظام العلماء کا یہ اجلاس تنظیم مدارس عربیہ کو ضروری سمجھتا ہے اور اس کی وسعت کو ازحد مفید یقین کرتا ہے اور یہ امر علماء کے ہمیشہ پیش نظر رہا ہے۔ لیکن چونکہ اس مقصد کے لئے وفاق المدارس العربیہ کے نام سے (خیر المدارس ملتان کی مجلس شوریٰ منعقدہ ۲۰ر شعبان ۱۳۷۶ھ میں) حضرت مولانا شمس الحق کی تحریک پر علماء کی ایک جماعت نے (بموقعہ تعلیمی کانفرنس منعقدہ ۲ر مئی ۱۹۵۹ء دار العلوم اسلامیہ اشرف آباد ٹنڈو الہ یار میں) کام شروع کر دیا ہے۔ اس لئے یہ اجلاس نظام العلماء سے وابستہ مدارس اور علماء کو اجازت دیتا ہے کہ وہ اپنی صواب دید پر تمام شکوک وشبہات سے بالاتر ہو کر مدارس دینیہ کی تنظیم کو مضبوط بنانے میں پورا پورا حصہ لیں۔ اور وفاق المدارس العربیہ (صدر دفتر مدرسہ خیر المدارس ملتان شہر) میں شریک ہوں۔

(نقل دستخط حضرت مولانا احمد علی صاحب)
احقر الانام احمد علی
۲۳ جون ۱۹۵۹ء

عبدالغفور انوری ناظم دفتر مدرسہ خیر المدارس ملتان شہر

مدرسہ جامع العلوم ٹنڈو آدم

ایک عرصہ دراز سے ٹنڈو آدم میں ایک خالص دینی درسگاہ کی کمی محسوس کی جا رہی ہے۔ بفضل اللہ تعالیٰ عید الفطر کے بعد درسگاہ مذکور کا افتتاح ہو گیا ہے جس میں قرآن شریف اور عربی وفارسی کی تعلیم دیجاتی ہے سلسلہ جاری ہے۔ اس لئے دیندار اور اہل درد حضرات اس سنہری موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے جگر گوشوں (بچوں) کو علوم دینیہ کے حاصل کرنے کیلئے بھیجا فرما کر مدرسہ میں داخل فرما کر عند اللہ رب العزت اور حضور ﷺ کی نظروں میں سرخرو ہوں۔ علاوہ ازیں وقتی ضروریات کا لحاظ رکھتے ہوئے اہل شہر کے مساکین وغرباء اور بیرون شہر کے طلباء کی خورد ونوش اور دیگر ضروریات کو بہم پہنچانے کا انتظام بھی ہے۔

منجانب صدر مدرسہ عربیہ جامع العلوم ٹنڈو آدم فقیر غلام حسین

انجمن شیڈو روہڑی میں عظیم الشان تبلیغی جلسہ

بتاریخ ۹ر ۱۰ر جولائی ۱۹۵۹ء بروز جمعرات وجمعہ انجمن شیڈو روہڑی میں یہ جلسہ منعقد ہو رہا ہے جس میں ذیل علماء کرام تشریف لا کر اپنے مواعظ حسنہ سے مستفید فرمادیں گے لہٰذا جملہ اہل اسلام سے التماس ہے کہ شرکت فرما کر ثواب دارین حاصل کریں۔ اسمائے گرامی علماء کرام

• حضرت شیخ الحدیث والقرآن حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی ناظم بہاولپور
• حضرت مولانا لال حسین صاحب اختر لاہور • مولانا محمد شریف صاحب بہاولپوری
• مولانا محمد لقمان صاحب علی پوری • مولانا غلام مصطفےٰ صاحب بہاولپوری
• مولانا محمد عبدالشکور صاحب دین پوری

الداعی الی الخیر خادم الاسلام حافظ عبدالستار رحمانی انجمن شیڈو روہڑی ضلع سکھر سندھ

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر رسالہ خدام الدین شیرانوالہ لاہور سے شائع ہوا۔